مکمل و مدلل
مسائلِ اعتکاف
مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی
مدرس دار العلوم دیوبند
مکتبۂ رضی دیوبند

مکمل و مدلل

مسائلِ اعتکاف

13

قرآن واحادیث کی روشنی میں

حضرات مفتیانِ کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق وتائید کے ساتھ

تالیف

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

ملنے کا پتہ

مکتبہ رضی محلہ بڑے بھائیان دیوبند یوپی انڈیا

پن ۲۴۷۵۵۴

سلسلہ مطبوعات نمبر 8

نام کتاب	:	مکمل ومدلل مسائل اعتکاف
مؤلف	:	(مولانا قاری) محمد رفعت (صاحب) قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند
صفحات	:	96 (چھیانوے)
سن اشاعت	:	فروری 2006
مطبع	:	ایم ایس پرنٹرس دہلی
قیمت مجلد	:	60
ناشر	:	مکتبہ رضی، محلہ بڑے بھائیان دیوبند ۲۴۷۵۵۴ (یوپی، انڈیا)

MAKTABA RAZI
MOH. BARHE BHAIYAN DEOBAND 247554(U.P)
PHONE : 01336-223505
Visit us : www.maktabarazi.20m.com

کتب خانہ حسینیہ دیوبند ۲۴۷۵۵۴

Ph : 01336-223266 Mob. 9359210262

انتساب

اس سرورِ دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ مقدس واطہر

کے نام

—●—

جس نے سب سے پہلے غارِ حرا میں اعتکاف فرما کر
تعلق مع اللہ کی اساس قائم فرمائی۔

یکے از غلام غلامانِ رسولؐ

محمد رفعت قاسمی

فہرست مسائل اعتکاف

رائے گرامی حضرت مولانا مفتی نظام الدّین صاحب مدظلہٗ

ناظم دارالافتاء دارالعُلوم دیوبند

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

پیشِ نظر رسالہ مکمل ومدلّل "مسائل اعتکاف" بھی مؤلف کی سابق دو کتابوں مکمل ومدلل "مسائل تراویح" اور مکمل ومدلل "مسائل روزہ" کی خصوصیات وفوائد کے مثل خصوصیات وفوائد پر مشتمل ہے —— ہر مسئلہ بعینہٖ محول عنہ کی عبارت میں پیش کرنے سے اعتماد زیادہ وقیع ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بھی عوام وخواص سب کے لئے نافع بنائیں، اور قبول فرمائیں آمین۔

العبد نظام الدّین
مفتی دارالعُلوم دیوبند

۱۹ ۶ / ۱۴۰۷ھ

عرضِ مؤلف

ہر سال یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں عام مسلمانوں کے اندر دینی جذبات کی ایک زبردست لہر پیدا ہوجاتی ہے اور ان کی عبادات میں نمایاں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ پھر آخری عشرہ میں تقریباً ہر مسجد میں معتکف حضرات بھی نظر آتے ہیں بلکہ بلکہ کہیں کہیں تو مساجد ان اعتکاف کرنے والے بندگانِ خدا سے بھر جاتی ہیں، لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اعتکاف کے ضروری مسائل سے صحیح طور پر واقف نہ ہونے کی بنا، پر بہت سے حضرات کا اعتکاف صحیح نہیں ہوپاتا بسا اوقات بہت سے اعتکاف کرنے والے پہلے ہی دن اپنا اعتکاف فاسد کردیتے ہیں اور انہیں پتہ بھی نہیں چل پاتا۔

ان حالات کے پیش نظر بندے نے اپنے مشفق اساتذہ کے فیضِ توجہ سے اعتکاف میں روزمرہ پیش آنے والے ضروری مسائل مستند کتب فقہ کے حوالے سے اس رسالے (مکمل و مدلل مسائلِ اعتکاف) میں جمع کردیئے ہیں تاکہ اعتکاف کرنے والے بزرگ واحباب ان مسائل سے فائدہ اُٹھا کر اپنے اعتکاف کو فاسد ہونے سے محفوظ رکھ سکیں اور اُسے زیادہ سے زیادہ باعثِ ثواب ورحمت بنا سکیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

محمد رفعت قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند
۸ رجمادی الاخریٰ ۱۴۰۷ھ

اعتکاف کیا ہے؟

روزے کے ذریعے انسان کی نفسیات کو اعتدال پر لا کر اُسے شریعت کے تقاضے پورا کرنے کے لائق بنایا تھا، اب اس نے جب اس طریقے پر بیس دن گذار دیئے اور گویا روحانی دوا کا ایک نصاب (کورس) پورا ہو گیا تو اب خدائے پاک نے یہ چاہا کہ میرا بندہ میرے سوا تمام مخلوقات سے غیر ضروری میل جول ترک کر کے میرے ہی دَر پر آ پڑے اور میرے سوا اس کو کِسی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رہے۔

روزے میں محبوب بیوی کو صرف دِن دِن کے لئے چھڑایا تھا۔ جب بندہ اس میں پورا اُترا تو اب دن رات اُس سے الگ کر کے اُس کی تمام تنہائیاں اپنے لئے مخصوص کر لیں اور فرما دیا کہ کھانا پینا، لیٹنا، سونا سب ہمارے ہی در پر کرو اور ہماری جو یاد اب تک دُنیا کے کام دھندوں میں لگ کر کرتے تھے اب وہ سب سے الگ تھلگ ہمارے عبادت خانہ ہی میں ہوا کرے گی تاکہ دُنیا کے گندے ماحول سے یکسو ہو کر دل ودماغ میں ہماری محبت خوب رَچ بس جائے اور تمہارے دل کی دنیا پر اب حکومت رہے تو صرف ایک اللہ واحد وقہّار کی۔ (رمضان کیا ہے؟ صفحہ ۱۴۰)

معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے دَر پر جا پڑے کہ اتنے میری درخواست قبول نہ ہو ٹلنے کا نہیں ؂

نِکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے ؛ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اگر حقیقۃً یہی حال ہو تو سخت سے سخت دل والا بھی پسیجتا ہے، اور اللہ جل شانہٗ کی کریم ذات تو بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے، بلکہ بے بہانہ رحمت فرماتے ہیں، اس لئے جب کوئی شخص اللہ کے دروازے پر دنیا سے منقطع ہو کر جا پڑے تو اس کے نوازے جانے میں کیا تامل ہو سکتا ہے، اور اللہ جل شانہ جس کا اکرام فرما دیں اس کے بھرپور خزانوں کا کون بیان کر سکتا ہے۔

نیز معتکف کی ہر وقت عبادت میں مشغولی ہے کہ آدمی سوتے جاگتے ہر وقت عبادت

میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کے ساتھ تقرب ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ "جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں، اور جو میری طرف (آہستہ بھی) چلتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں" نیز اس میں اللہ کے گھر پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے، نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہوتا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں۔

نیز اعتکاف میں چوں کہ آنا جانا اور اِدھر اُدھر کے کام بھی کچھ نہیں رہتے اسلئے عبادت اور کریم آقا کی یاد کے علاوہ اور کوئی مشغلہ بھی نہ رہے گا۔ (فضائل رمضان ص۵۱)

اعتکاف کا ثواب

اگر خالص اللہ کو راضی کرنے کے لئے اعتکاف کیا جائے تو بہت اونچی اور عظیم الشان عبادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ امام زہریؒ کہتے ہیں کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے کام کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اخیر زندگی تک کبھی بھی (رمضان کے آخری دس دنوں کا) اعتکاف نہیں چھوڑا، لیکن حیرت ہے کہ لوگ اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرتے۔

اعتکاف کرنے والے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ وَيُجْرٰى لَهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

(رواہ ابن ماجۃ عن ابن عباسؓ)

اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے لئے (بغیر کئے بھی) اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کرنے والے کیلئے لکھی جاتی ہیں۔

تشریح:۔ اس حدیث میں اعتکاف کے دو بڑے اہم فائدے بیان کئے گئے ہیں:۔

(۱) ایک تو یہ کہ آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آدمی جہاں بھی بیٹھتا ہے ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور پھر دنیا بھر کے قصے، قضیے پیش آتے ہیں جنھیں جھوٹ، سچ، غیبت، بہتان وغیرہ ضرور ہوتا ہے بچتے بچتے بھی آدمی اپنے ماحول کے

اثرات سے بہت کم محفوظ رہتا ہے لیکن مسجد میں بیٹھ کر آدمی ان تمام جھگڑوں سے بچ جاتا ہے۔

(۲) دوسری بڑے پتے کی بات یہ ہاتھ لگی کہ بہت سی نیکیوں کا ثواب بغیر کئے بھی مفت میں مل جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدائے پاک دینے کے لئے بہانے ڈھونڈتا ہے کہ کوئی بہانہ مل جائے تو اپنے بندے کو نوازوں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خدا نے دینے کا تو فیصلہ کر رکھا ہے لیکن کسی نہ کسی بہانے سے دینا چاہتا ہے۔

اعتکاف کرنے والا چونکہ بہت سے نیک کام (جنازہ کی شرکت، مریض کی عیادت وغیرہ) صرف اس وجہ سے نہیں کرتا کہ وہ مسجد میں گھر گیا ہے، تو کہیں بندہ یہ نہ سوچنے لگے کہ اچھا اعتکاف کیا سیکڑوں عبادتوں اور اچھے کاموں سے رہ گیا، اس لئے خدائے کریم نے بغیر کئے ہی یہ سب ثواب اس کے لئے طے کر دیئے۔ کیا اچھا موقع ہے، ہو سکتا تھا کہ آدمی اگر اعتکاف نہ کرتا تو اتنی نیکیاں کر بھی نہ سکتا لیکن اب اعتکاف کی بدولت اس کو یہ ثواب بھی مل رہا ہے۔

(۲) اِعْتِكَافُ عَشْرٍ فِىْ رَمَضَانَ كَحَجَّتَيْنِ وَعُمْرَتَيْنِ، رواہ البیہقی، السراج المنیر ج ا ص۲۲ والترغیب ج ۲ ص ۱۴۹

رمضان کے (آخری) دس دنوں کے اعتکاف کا ثواب دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔

تشریح:۔ قدر کرنے والوں کی ضرورت ہے، اگر کسی کام میں دنیا کا اتنا نفع تو کیا اس کا دسواں حصہ بھی ہم کو نظر آتا تو ہم خون پسینہ ایک کر کے کسی نہ کسی طرح اسے حاصل کرتے لیکن دین کے کاموں کی ہمارے دلوں میں کوئی قدر ہی نہیں اس لئے بڑے سے بڑا نفع سن کر بھی ہمارے کانوں پر جوں نہیں رینگتی، ایک لمبی حدیث کا خلاصہ ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالےٰ جہنم کو اس سے زمین اور آسمان کے فاصلے سے تین گنا دور کر دیتے ہیں۔ یعنی جہنم سے اس کا گویا کوئی واسطہ ہی نہیں باقی رہتا، لیکن ہم میں سے کتنے ہوں گے جن کے دلوں میں یہ تمام فائدے اور اجر و ثواب سُن کر اعتکاف کا شوق و جذبہ پیدا ہو، اور وہ اس کے لئے آنے والے رمضان میں تیار ہوں۔

کم سے کم اس ثواب کے حاصل کرنے کا ایک بہت آسان طریقہ یہ ہے کہ پانچوں وقت جب نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیا کریں۔ جب تک مسجد

میں رہیں گے اگر بالکل خاموش بھی بیٹھے رہے تب بھی اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا اور اگر قرآن شریف یا تسبیحات وغیرہ بھی پڑھتے رہے تو اس کا ثواب الگ ملے گا۔

(رمضان کیا ہے؟ صفحہ ۱۴۴)

بحوالہ عینی شرحِ بخاری ج ۵ صفحہ ۳۸۱ وسنن ابنِ ماجہ صفحہ ۱۲۸

اعتکاف کی روح

حافظ ابنِ قیمؒ کہتے ہیں کہ اعتکاف کا مقصد اور اس کی روح دل کو اللہ کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کرلینا ہے کہ سب طرف سے ہٹ کر اُسی کے ساتھ مجتمع ہو جائے اور ساری مشغولیات کے بدلے میں اسی کی پاک ذات سے مشغول ہو جائے اور اس کے غیر کی طرف سے منقطع ہو کر اس طرح اس میں لگ جائے کہ خیالات و تفکرات سب کی جگہ اسکا پاک ذکر اور اس کی محبّت میں سما جائے، یہاں تک کہ مخلوق کے ساتھ انس (محبّت) کے بدلے اللہ کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے کہ یہ اُنس قبر کی وحشت میں کام دے اُس دن اللہ کی پاک ذات کے سوا نہ کوئی مونس ہوگا نہ دل بہلانے والا، اگر دل اس کے ساتھ مانوس ہو چکا ہوگا تو کس قدر لذّت سے وقت گذرے گا۔ (فضائل رمضان صفحہ ۵۱)

اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے

اعتکاف میں حکم شرعی ہونے کی وجہ سے جس قدر فائدے اور حکمتیں ہوں کم ہیں یہاں مختصراً چند حکمتیں اور فائدے لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اگر صرف یوں کہدیا جاتا کہ بالکل ایک طرف ایسی جگہ پر دس دن گذارو کہ جہاں پرندہ پَر نہ مار سکے تو ظاہر ہے کہ تنہائی و یکسوئی زیادہ ملتی لیکن کیا فائدہ ایسی تنہائی سے کہ انسان بجائے انسان کے ایک وحشی جانور بن جائے اور بُری صحبتوں سے بچنے کے شوق میں اچھی صحبتوں سے بھی محروم ہو جائے اس لئے خدائے حکیم نے اعتکاف کے لئے مسجد کو مقرر فرمایا کیوں کہ بیہودہ اور غلط قسم کے لوگ تو مسجد میں آئیں گے نہیں

جن کی صحبت مضر ہو، ہمیشہ نمازی پرہیزگار اور تہجد گزار لوگوں ہی سے سابقہ پڑیگا
انھیں سے میل جول بات چیت ہو گی جنکی صحبت بے حد مفید اور کار آمد ہے، چنانچہ
یہی وجہ ہے کہ ایسی مسجد کا حکم دیا کہ جہاں پانچوں وقت نماز ہوتی ہو کیوں کہ اگر ایسی
ویران مسجد میں اعتکاف کیا جاتا جہاں آدمی کا دور دور نشان نہ ہو تو فائدے سے
زیادہ نقصان ہو گا نہ جماعت کی نماز ملے گی اور نہ نیک صحبتیں نصیب ہوں گی۔

(۲) اعتکاف میں انسان کو یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے اور دل دنیا کی فکروں سے خالی ہو جاتا
ہے۔ انسان کی توجہ کو خدا سے ہٹانے والی چیزیں چاہے وہ انسان کے اپنے اندر
ہوں یا باہر، جب انسان تنہائی میں رہے گا تو آہستہ آہستہ سب ختم ہو جائیں گے
اور دل پوری طرح دنیا کے خیالات سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیگا
اور اس میں عبادتوں کے انوار و برکات حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

(۳) لوگوں کے ملنے جلنے اور کاروبار کی مشغولیتوں میں جو انسان سے چھوٹے موٹے
بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں اعتکاف میں اُن سے حفاظت رہتی ہے۔

(۴) خدائے پاک فرماتا ہے کہ "جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے
دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں دوڑ کر اُسے اپنا
لیتا ہوں" اور اعتکاف کرنے والا تو اپنا گھر در چھوڑ کر صرف قریب ہی نہیں بلکہ خدا
کے دَر پر آکر پڑ جاتا ہے۔ تو اب آپ اندازہ لگائیے کہ خدائے پاک کتنا قریب
ہو گا اور اس پر کتنا زیادہ مہربان ہو گا۔

(۵) شریف لوگ اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی عزت اور خاطر تواضع کیا کرتے ہیں تو
کریموں کا کریم اور داتاؤں کا داتا اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی کیا کچھ نہ عزت
واکرام کرے گا۔

(۶) شیطان انسان کا قدیمی دشمن ہے لیکن جب انسان خدا کے گھر میں ہے تو گویا
مضبوط قلعے میں ہے شیطان اب اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

(۷) فرشتے ہر وقت خدا کی عبادت اور اس کی یاد میں رہتے ہیں، مومن بندہ بھی اعتکاف

میں بیٹھ کر ہر وقت خدا کی یاد میں ہے اور فرشتوں سے مشابہت پیدا کر رہا ہے اور فرشتے چونکہ اللہ کے بہت قریب ہیں اس لئے یہ بندہ بھی اللہ کا قرب اور اس کی نزدیکی حاصل کر رہا ہے۔

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے اُسے نماز ہی کا ثواب ملتا ہے، اعتکاف میں یہ ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔

(۹) جب تک آدمی اعتکاف میں رہتا ہے اسے عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے خواہ وہ خاموش بیٹھا رہے یا سوتا رہے یا اپنے کسی اور کام میں مشغول رہے۔

(۱۰) اعتکاف کرنے والا ہر ہر منٹ عبادت میں ہے۔ تو شب قدر حاصل کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کیوں کہ جب بھی شب قدر آئے گی یہ بہرحال عبادت میں ہوگا۔

(رمضان کیا ہے ص۱۴۶)

بحوالہ مشکوٰۃ شریف ج ایک ص۶۸

اعتکاف کی شرطیں

(۱) جس مسجد میں اعتکاف کیا جائے اس میں پانچوں وقت نماز باجماعت ہوتی ہو۔

(۲) اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا، پس بے قصد و ارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔

(۳) حیض اور نفاس (ماہواری اور زچگی کے خون) سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت (ناپاکی) سے پاک ہونا۔

بالغ ہونا یا مرد ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں، نابالغ مگر سمجھدار اور عورت کا اعتکاف درست ہے۔

علم الفقہ حصہ سوم ص۴۶ و بہشتی زیور حصہ گیارہواں ص۱۰۷

بحوالہ شرح تنویر ج ۱ ص۱۵۵

اعتکاف کی قسمیں

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب (۲) سنّتِ مؤکدہ (۳) مستحب۔

اعتکافِ واجب:

(۱) اگر کسی نے منت (نذر) مانی، نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے کہ میں اللہ کے لئے تین دن کا اعتکاف کروں گا۔

یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اللہ کیلئے دو دن کا اعتکاف کروں گا، تو یہ اعتکاف کرنا واجب ہو گیا اور اس کے ساتھ خود بخود روزہ بھی واجب ہو گیا، کیوں کہ اعتکافِ واجب کے لئے روزہ شرط ہے، جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہو گا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہو گا۔

اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائیگی کیوں کہ رات روزہ کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دن کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہو گا، اور صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہو گی۔

روزے کا خاص اعتکاف کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اُس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے، ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے، نفل روزے اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور اس کے بعد اُسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں، اگر کوئی شخص پورے رمضان کی اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اُس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر مسلسل روزے

رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

بہشتی زیور حصہ گیارہ صـ۱۰۷ بحوالہ شامی ج ۲ صـ۱۷۷ و بحوالہ شرح تنویر ج ا صـ۱۵۶

(۲) اعتکافِ مسنون :۔ اس میں روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے روزہ شرط کرنے کی ضرورت نہیں ۔ یعنی رمضان شریف کے آخری دس۱۰ دن کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ ہے ، یہ بیس۲۰ تاریخ کی شام کو سورج چھپنے کے وقت سے شروع ہوجاتا ہے اور عید کا چاند خواہ انتیس۲۹ کا ہو یا تیس۳۰ کا چاند ہوتے ہی ختم ہوجاتا ہے ، یہ اعتکاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ بڑی پابندی کے ساتھ کیا ہے ، احادیث صحیحہ سے منقول ہے :۔

یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے یعنی محلہ یا بستی میں بعض لوگوں کے کرلینے سے سب کے ذمہ سے ادا ہوجاتا ہے ، اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب کے اوپر اسکا وبال (گناہ) ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۰۷ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۱۷۸)

(۳) اعتکاف مستحب :۔ اعتکاف مستحب میں روزہ شرط نہیں ، اور نہ اس کے لئے کوئی مقدار مقرر ہے ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم وقت کا ہوسکتا ہے ۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ صـ۱۰۸ بحوالہ شامی ج ۲ صـ۱۷۷)

مستحب اعتکاف کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث رح لکھتے ہیں :۔

امام محمد رح کے نزدیک تھوڑی دیر کا بھی اعتکاف جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ، اسلئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کرلیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی رہے ۔ میں نے اپنے والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ کو اس کا اہتمام کرتے دیکھا کہ جب مسجد میں تشریف لیجاتے تو دایاں پاؤں اندر داخل کرتے ہی اعتکاف کی نیت فرماتے تھے ۔ اور بسا اوقات خدام کی تعلیم کی غرض سے آواز سے بھی نیت فرماتے تھے ۔

(فضائل رمضان صـ۵۰)

اعتکاف کی سب سے افضل جگہ

سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبۂ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبویؐ کا مقام ہے۔ پھر مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد اُس جامع مسجد کا درجہ ہے جس میں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد بہتر ہے اس کے بعد وہ مسجد ہے جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

عورتوں کو اپنے گھر کی مسجد میں (جس جگہ نماز پڑھتی ہوں) اعتکاف کرنا بہتر ہے۔

(علم الفقہ حصہ سوم صـ۲۶ـ)

رسول اللہؐ کا اعتکاف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، جہاں رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپؐ کے لئے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور وہ وہاں آپؐ کے لئے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہو جاتا اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپؐ وہاں چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے اس درمیان میں آپؐ برابر وہیں کھانا پینا فرماتے اور وہیں سوتے، آپؐ کی ازواج مطہرات میں سے جس کو آپؐ کی زیارت مقصود ہوتی وہیں چلی جاتیں۔ اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی آتیں بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر نہ تشریف لاتے ایک مرتبہ آپؐ کو سر صاف کرانا مقصود تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمولہ (حیض) سے تھیں تو آپؐ نے سرِ مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا اور ام المومنین نے مل کر صاف کر دیا، (صحیح بخاری وغیرہ) علم الفقہ حصہ سوم صـ۲۵ـ

اُجرت دیکر اعتکاف کرانا کیسا ہے

سوال: کچھ دیکر اعتکاف کرانا کیسا ہے؟

جواب: اُجرت دیکر اعتکاف کرانا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ عبادات کے لئے اُجرت دینا اور

لینا دونوں ناجائز ہیں، جیسا کہ "بسوط فی الشامی فصل فی الجنائز والاجارات" میں اسکی صراحت موجود ہے۔ ہاں اگر بغیر اُجرت ٹھہرائے اعتکاف کرایا اور اعتکاف کرا کے اُجرت دینا وہاں معروف بھی نہ ہو تو کچھ پیش کرنا جائز ہے۔ بلکہ یہ امر بالمعروف میں داخل ہو گا۔ (فتاوٰی دارالعلوم ج ۶ ص ۵۱۲ بحوالہ درمختار باب صلاۃ الجنائز بحث غسل ج ۱ ص ۸۰۴)

اگر ایک آبادی کا آدمی دوسری آبادی میں اعتکاف کرے تو سُنّت کس آبادی کی ادا ہو گی۔

سوال :۔ اگر ایک آبادی (بستی) کا آدمی دوسرے گاؤں میں جا کر اعتکاف کرے تو سنّتِ کفایہ کون سے علاقہ والوں کے سر سے ساقط ہو گی، ؟

جواب :۔ فقہار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس گاؤں (علاقہ) بستی، شہر کے لوگوں سے ساقط ہو گی جس میں معتکف نے اعتکاف کیا ہے اس لئے کہ اعتکاف علی الاشہر سُنّتِ کفایہ ہے جس کا تعلق ہر بستی کے لوگوں کے ساتھ ہے، پس جیسے کہ اعتکاف کے چھوڑنے سے وہی لوگ گنہگار ہوں گے، اسی طرح ادا سے وہی لوگ بری بھی ہوں گے" وفی جامع الرموز وقیل سنۃ علی الکفایۃ حتی لوترک فی بلدۃ لاساؤا الخ ص ۱۶۴"۔ ظاہر ہے کہ اس عبارت میں گناہ کا تعلق اہلِ شہر کے اعتکاف کے ساتھ قرار نہیں دیا گیا بلکہ پورے شہر میں کہیں بھی اعتکاف نہ ہوتے پر شہر والوں کو گنہگار قرار دیا گیا ہے، جس سے ظاہر ہے کہ اگر اجنبی آدمی بھی معتکف ہو جائے تو اس صورت میں پورے شہر میں کہیں بھی اعتکاف نہ ہونا صادق نہیں آتا، جس سے یہ لازم آتا ہے کہ شہر والوں سے یہ سنّت ادا ہو جائے گی۔

(فتاوٰی دارالعلوم ج ۶ ص ۵۱۲)

قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے سے کیا چھوٹی بستی کی ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

سوال :- بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرتے سے چھوٹی بستی جو اس قصبہ کے بالکل متصل ہو۔ وہاں کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنّت کفایہ ادا ہو جائے گی یا نہیں ؟

جواب :- بڑے قصبہ کی مسجد میں اعتکاف کرتے سے چھوٹی بستی کے لوگوں کے ذمہ سے یہ سنّت کفایہ ادا نہ ہوگی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ صفحہ ۵۰۱ بحوالہ درمختار باب الاعتکاف ج ۱ صفحہ ۱۷۷)

کیا اعتکاف ہر محلہ میں سُنّت علی الکفایہ ہے

سوال :- رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف سنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ کیا علی الکفایہ کا یہ مطلب ہے کہ صرف ایک مسجد میں اعتکاف کرنے سے پورے شہر والوں کی طرف سے سُنّت ادا ہو جائے گی۔ یا ایک محلّہ والوں کی طرف سے ادا ہوگی۔ یا یہ کہ ہر ہر مسجد میں اعتکاف ضروری ہے ؟

جواب :- اس سے متعلق کوئی صریح جزیۂ نہیں ملا، البتہ شامی میں اعتکاف کی سنّت کو اقامت تراویح کی نظیر بتایا ہے اور تراویح کے باب میں تین قول نقل فرما کر اس کو ترجیح دی ہے کہ ہر محلّہ کی مسجد میں اقامتِ تراویح سے سنّتِ کفایہ ادا ہو جائے گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اعتکاف کا بھی یہی حکم ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ صفحہ ۴۹۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ صفحہ ۶۶۰)

رمضان کے اخیر عشرے کا اعتکاف واجب ہے یا نفل

رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف سنّتِ مؤکدہ کفایہ ہے، اور یہ قسم واجب ہے اور نفل اعتکاف سے جداگانہ ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ صفحہ ۵۰۷ بحوالہ ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ صفحہ ۱۷۷)

مسنون اعتکاف کب سے کب تک ہے

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مسنون اعتکاف شروع ہوتا ہے اور رمضان کی اُنتیس۲۹ یا تیس۳۰ تاریخ یعنی جس وقت عید کا چاند نظر آجائے اس وقت تک ہے۔ اگر سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے عید کا چاند نظر آگیا تو غروب آفتاب تک اعتکاف میں بیٹھنا ضروری ہے۔

(بہشتی زیور حصہ سوم صـ۲۲ بحوالہ شامی ج ۲ صـ۱۲۹)

عشرہ سے کم اعتکاف کرنے والے کا حکم

سوال :- اگر کوئی ضعفِ جسمانی کیوجہ سے پورے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف نہ کرسکے اور تین یا پانچ دن کے بعد یعنی اکیس اور تیس کے درمیان اعتکاف کرے تو سنت کا کچھ اجر ملے گا یا غیر رمضان کے اعتکاف کی طرح محض نفل سمجھا جائے گا۔؟

جواب :- اعتکاف مسنون عشرہ اخیرہ کی قید کے ساتھ سنّت ہے، اور جب یہ قید نہیں ہوئی تو سنّت نہ ہوگا، اور نہ جزوِ سنّت ہوگا صرف نفل ہوگا۔

(امداد الفتاویٰ جدید ترتیب ج ۲ صـ۱۵۲)

اکیسویں۲۱ شب میں اعتکاف میں بیٹھے تو کیا حکم ہے

سوال :- جو شخص اکیسویں شب کو سحری کھاکر صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو، اس کا اعتکاف صحیح ہوگا یا نہیں۔؟

جواب :- سنّت یہ ہے کہ بیسویں تاریخ کو غروب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہوجائے لیکن اگر اس کے بعد کسی وقت میں بھی نیت کرکے مسجد میں داخل ہوجائے تب بھی صحیح ہے۔ لیکن عشرۂ کامل کی فضیلت اس صورت میں حاصل نہ ہوگی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشرۂ کامل (رمضان کے اخیر کے دس دن) کا اعتکاف کیا ہے جو کہ بیسویں تاریخ کی شام ہی سے پورا ہوسکتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ صـ۵۰۹ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ صـ۱۷۷ باب الاعتکاف)

بیسویں شب کے بعد اعتکاف میں بیٹھے تو کیا حکم ہے

سوال :- اگر معتکف، اعتکاف میں بیسویں تاریخ کو رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد داخل ہو تو کیا عشرہ اخیرہ کی سنّت ادا ہو گی یا نہیں ؟

جواب :- اس صورت میں عشرۂ اخیرہ کا پورا اعتکاف نہ ہوا، اور سنّت پوری ادا نہ ہوئی۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۰۶ رد المحتار ج ۲ ص ۱۷۷)

عذر کی وجہ سے اعتکاف نہ کرنا کیسا ہے

سوال :- ایک مولوی صاحب مُسافر دو سال سے یہاں پر ہیں، اعتکاف کے بہت فضائل بیان فرماتے ہیں اور خود اعتکاف میں نہیں بیٹھتے، اور یہ عذر بیان کرتے ہیں کہ میرے مکان میں ہمراہ رہنے کے لئے کوئی نہیں ہے، میرے خویش اور اقارب نہیں ہیں، میرے گھر کے قریب ایک خالی میدان ہے عورت اور بچے بہت گھبراتے ہیں اور کبھی کبھی گھر میں پتھر آکر گرتے ہیں، یہ عذر مولوی صاحب کا قابلِ قبول ہے یا نہیں ؟

جواب :- بوجہ اعذارِ مذکورہ اعتکاف ترک کرنا گناہ نہیں ہے اور موجبِ ملامت بھی نہیں ہے، کیوں کہ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف سنّتِ کفایہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۰۷ بحوالہ رد المحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۷۷)

روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو کیا اعتکاف مسنون ہو جائیگا

سوال :- رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنے کا خیال ہے، لیکن روزہ رکھنے کی سکت نہیں تو بغیر روزہ رکھے اعتکاف صحیح ہے یا نہیں ؟

جواب :- مسنون اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے، لہٰذا روزہ کے بغیر اعتکاف نفلی ہے مسنون اعتکاف نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱۰)

نابالغ بچے کا اعتکاف کرنا کیسا ہے

سوال :- نابالغ بچہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرسکتا ہے یا نہیں ؟
یہاں پر ایک نابالغ لڑکے نے اعتکاف کیا ہے اگر جائز نہ ہو تو اس کو اُٹھا دیا جائے ؟

جواب :- نابالغ لڑکا اگر سمجھدار ہو، نماز کو سمجھتا ہو، اور صحیح طریقہ سے پڑھتا ہو تو اعتکاف ہوسکتا ہے، نفل اعتکاف ہوگا مسنون نہ ہوگا ، اگر ناسمجھ ہے تو نہیں بیٹھ سکتا اس لئے کہ مسجد کی بے ادبی کا اندیشہ ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۶

جسکے بدن سے بدبو آتی ہو اس کا اعتکاف میں بیٹھنا کیسا ہے

سوال :- ایک شخص کو پیدائشی طور پر ناک کی بیماری ہے جس کی وجہ سے بدبو آتی رہتی ہے علاج و معالجہ سے کوئی فائدہ نہیں ہوا تو ایسے شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا کیسا ہے ؟
(۲) نیز ایسا شخص نماز پنجگانہ کے لئے مسجد جائے یا نہیں ؟ اور اگر دوسرے نمازی اس کی بدبو کو برداشت کرنے پر خوش ہوں بلکہ اس کی عدم حاضری سے ان کو تکلیف ہوتی ہو تو کیا پھر بھی مسجد کے احترام کے خیال سے جانا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب :- حدیث شریف میں ہے "جو شخص اِس بدبو دار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اس لئے کہ اس چیز سے ملائکہ اذیت پاتے ہیں جس سے انسان اذیت پاتا ہے ۔
اس لئے جس کے جسم کے کسی حصہ کی بدبو سے لوگوں کو ناگواری اور اذیت ہوتی ہو تو اس کو مسجد میں نہ آنا چاہیئے اور نہ اعتکاف میں بیٹھنا چاہیئے ۔
وسیلہ احمدیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے کہ جس شخص کے بدن میں ایسی ناگوار بدبو پائی جائے جس کی وجہ سے آدمیوں کو اذیت ہو تو اس کو نکال دینا چاہیئے"۔

(۲) یہ حکم اس وقت ہے جب بدبو ناگواری اور تکلیف دہ حد تک پہونچی ہوئی ہو — لیکن احباب اسے برداشت کر لیتے ہوں یا عادی ہو گئے ہوں تو پھر یہ حکم نہیں ہے۔ تاہم اس کو مسجد میں آنے سے اجتناب کرنا چاہیئے اسلئے کہ مسجد فرشتوں کے حاضر ہونے کی جگہ ہے ان کو اور دوسرے لوگوں کو اس سے اذیت ہوگی، البتہ بدبو کم ہو اور تکلیف دہ اور ناگواری کی حد تک نہ ہو تو نماز پنجگانہ کے لئے دافع بدبو عطر وغیرہ لگا کر جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ صـ ۲۱۲)

کیا عورت اعتکاف کر سکتی ہے

عورت اپنے گھر میں جہاں نماز پڑھنے کی جگہ ہے وہیں اعتکاف کرے، اور اُس جگہ اعتکاف کرنا اس کے حق میں ایسا ہے جیسے مرد کے لئے جماعت والی مسجد میں اعتکاف کرنا، وہاں سے ضروری حاجت کے سوا دوسرے وقت میں نہ نکلے اور عورت کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ اپنے گھر میں نماز کی جگہ کے علاوہ اور جگہ اعتکاف کرے، اور اگر اس کے گھر میں کوئی جگہ نماز کے لئے مقرر نہیں ہے تو کسی جگہ کو نماز کے لئے مقرر کر کے وہاں پر اعتکاف کر لے، (فتاویٰ عالمگیری ج ۲ صـ ۳)

فضائل رمضان میں ہے کہ:

عورت کو اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا چاہیئے اگر گھر میں کوئی جگہ مسجد کے نام سے متعین نہ ہو تو کسی کونے کو اس کے لئے مخصوص کر لے، عورتوں کیلئے اعتکاف بہ نسبت مردوں کے زیادہ سہل ہے، گھر میں بیٹھے بیٹھے کاروبار بھی گھر کی لڑکیوں سے لیتی رہیں، اور مفت کا ثواب بھی حاصل کرتی رہیں، مگر اس کے باوجود عورتیں اس سنت سے گویا بالکل ہی محروم رہتی ہیں۔

(فضائل رمضان صـ ۵۱)

☆

کیا عورت کیلئے شوہر کی اجازت ضروری ہے

عورت کا اگر شوہر ہے تو اعتکاف اس کی اجازت کے بغیر نہ کرے، اور یہی حکم غلام اور باندی کا ہے کہ بغیر مالک کی اجازت کے اعتکاف نہ کرے۔

اور اگر شوہر عورت کو اجازت دے چکا تو پھر اس کے بعد اس کو منع کرنے کا اختیار نہیں ہے اگر عورت نے اعتکاف کی نذر کی تو شوہر کو اختیار ہے کہ اس کو منع کرے اور یہی حکم غلام اور باندی کے مالک کو ہے۔

اور جب عورت مرد کے نکاح سے باہر اور غلام آزاد ہوجائے تو اس وقت اسکی قضاء کرے۔ (فتاوی عالمگیری اُردو پاکستانی ج ۲ ص ۳۱)

اعتکاف کی حالت میں طلاق ہوجائے تو کیا حکم ہے

اگر عورت مسجد میں معتکف تھی اور ایسی حالت میں اس کو طلاق دیدی گئی تو اس کو چاہیئے کہ اپنے والدین کے گھر چلی آئے اور اس اعتکاف کی بناء کر کے وہاں معتکف ہوجائے۔ (ہدایہ ج ۲ ص ۳۲)

عورت کو حالتِ اعتکاف میں حیض آجائے تو کیا حکم ہے

سوال ۱:۔ اگر عورت کو اعتکاف کی حالت میں حیض آجائے تو وہ اتنے دنوں کے اعتکاف کی قضاء کرے گی یا نہیں؟

جواب:۔ جس روز حیض شروع ہوا صرف اُسی ایک دن کی قضاء واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۲)

اس مسئلہ کی وضاحت بہشتی زیور کے متن اور حاشیہ میں اس طرح ہے کہ اگر حیض یا نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں اعتکاف درست نہیں لیکن پاک ہونے کے بعد خاص اُس دن کے اعتکاف کی قضاء ضروری ہے۔
پھر اگر یہ قضاء رمضان ہی میں کی تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہوگا۔ اور اگر

رمضان کے بعد قضاء کی تو اس دن روزہ رکھنا ضروری ہوگا۔
(بہشتی زیور ج ۳ ص ۲۲)

ازواجِ مطہرات کا اعتکاف

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات تک آپؐ کا یہ معمول رہا، آپ کے بعد آپؐ کی ازواجِ مطہرات اہتمام سے اعتکاف کرتی رہیں۔

تشریح:۔ ازواج مطہرات اپنے حجروں میں اعتکاف فرماتی تھیں، اور خواتین کے لئے اعتکاف کی جگہ ان کے گھر کی وہی جگہ ہے جو انہوں نے نماز کے لئے مقرر کر رکھی ہو، اگر گھر میں کوئی خاص جگہ مقرر نہ ہو تو اعتکاف کرنے والی خواتین کو ایسی جگہ مقرر کر لینی چاہیئے۔ (معارف الحدیث ج ۴ ص ۱۱۹)

اعتکاف کیلئے چادروں کا اہتمام کرنا کیسا ہے

سوال:۔ اعتکاف کے لئے مسجد کے ایک کونے میں پردہ کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ یعنی پردہ کا ہونا مسنون ہے یا بدعت؟

جواب:۔ اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد کے گوشہ میں چادر وغیرہ کا حجرہ بنالینا مستحب ہے اور اس میں ستر وغیر کی حفاظت ہے اس کے علاوہ اور بھی مصلحتیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چٹائی کا حجرہ بنانا ثابت ہے، بدعت نہیں ہے، البتہ معتکف ان باتوں کا خیال رکھے کہ ضرورت سے زیادہ جگہ نہ روکے، نمازیوں کی تکلیف کا سبب نہ بنے صفوں کی درستگی میں مخل نہ ہو، آپؐ نے بوریئے اور ترکی خیمہ میں اعتکاف فرمایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر وغیرہ سے حجرہ (کمرہ) بنالینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے۔
(فتاوی رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۵ بحوالہ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۳۲۹)

اعتکاف کیلئے مسجد کی چادریں اور بجلی کا استعمال کرنا کیسا ہے

سوال:۔ معتکف اعتکاف کے لئے مسجد کی چادریں استعمال کرتے ہیں اور ہر خیمہ میں ایک ایک بلب ہوتا ہے۔ ایسا خیمہ بنانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور اس میں مسجد کی چادریں استعمال کرنا کیسا ہے؟

اور معتکف دن میں مسجد میں سوتے رہتے ہیں اور رات کو جماعت خانہ میں ملکر باتوں میں مشغول رہتے ہیں۔ برائے کرم اس بارے میں بھی تحریر فرمائیں۔

جواب:۔ اعتکاف کے لئے خیمہ بنانا مستحب ہے اگر کسی نے مسجد میں چادریں رکھی ہیں تو مضائقہ نہیں ہے مسجد کے پیسوں سے خریدی ہوئی ہیں تو اس کو خیمہ کے لئے استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اپنی ذاتی چادریں استعمال کرنا چاہیئے۔

(۲) بجلی مسجد کے دستور کے مطابق جب تک جلتی رہے استعمال کرنا درست ہے مقررہ وقت کے بعد جلانا درست نہیں لہٰذا جتنا زیادہ یا اور جلا ہو معتکفین مل کر ادا کر دیں مسجد کا حق اپنے ذمہ باقی نہ رکھیں۔

(۳) معتکف ضروری باتیں کر سکتا ہے غیر ضروری دنیوی باتیں اگرچہ گناہ کی نہ ہوں، پھر بھی مسجد میں درست نہیں ہیں حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے لگتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اُسْكُتْ يَا وَلِيَّ اللهِ یعنی اے اللہ والے چُپ رہ!

اور اگر چُپ نہیں رہتا اور سلسلۂ کلام جاری رکھتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اُسْكُتْ یا بغیض اللہ یعنی اے دُشمنِ خدا چپ رہ! اس کے بعد بھی اگر دنیوی باتوں میں لگا رہتا ہے تو کہتے ہیں اُسْكُتْ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْكَ یعنی تجھ پر خدا کی لعنت چُپ رہ۔" (کتاب المدخل ج ۳ ص ۵۵)

بلا ضرورت ایک جگہ جمع نہ ہوں، معتکفین عبادت کے لئے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے کے لئے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں اگر دنیا کی باتوں میں مشغول رہیں گے تو بجائے اجر و ثواب کے فرشتوں کی لعنت اور بددعا،

لیکر جائیں گے لہٰذا معتکفین کو لازم ہے کہ ایک جگہ جمع نہ ہوں اپنے اپنے خیمہ میں تلاوت دُعا، نوافل ذکر اور درود شریف وغیرہ میں مشغول رہیں اور جو دنیوی کام مسجد سے باہر غیر معتکف کے لئے درست نہیں وہ مسجد میں اور پھر معتکف کے لئے کیسے جائز ہو سکتے ہیں ؟

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۴)

کیا معتکف مسجد میں پلنگ پر سو سکتا ہے

سوال :۔ معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ (خیمہ میں) پلنگ پر سو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ معتکف مسجد میں چارپائی پر سو سکتا ہے ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۷ بحوالہ مجموعہ فتاویٰ ج ۲ ص ۱۸)

کیا معتکف مسجد میں چہل قدمی کر سکتا ہے

سوال :۔ مسجد کے اندر ٹہلنا (چہل قدمی کرنا) ضرورتاً جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مسجد کے غیر مناسب عمل کو جو عادت کے خلاف ہو قصداً کرنا ناجائز ہے ۔ اور یہ ٹہلنا بھی ایسا ہی ہے لہٰذا منع کیا جائے گا مگر معتکف کے لئے ضرورتاً بقدر حاجت اجازت ہو گی جبکہ ٹہلنے کا انداز مسجد کے احترام کے خلاف نہ ہو ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۷ بحوالہ امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۷)

کیا معتکف مسجد سے اخراجِ ریح کیلئے نکل سکتا ہے

سوال :۔ معتکف اخراج ریح کے لئے مسجد سے باہر جا سکتا ہے یا اس کے لئے مسجد میں اخراجِ ریح درست ہے ؟

جواب :۔ صحیح یہ ہے کہ اخراجِ ریح کے لئے باہر چلا جائے ۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۲)

امداد الفتاویٰ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے کہ :-
زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ مسجد سے باہر نکل جانا چاہیئے، اور روایت مطلق ہونے کی وجہ سے معتکف اور غیر معتکف دونوں کو شامل ہے، یعنی مسجد میں ریح خارج نہیں کرنی چاہیئے معتکف ہو یا غیر معتکف۔

(امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۵۳)

کیا نذر مانا ہوا اعتکاف قضا روزے کیساتھ صحیح ہو جائے گا۔

سوال :- نذر مانا ہوا اعتکاف ماہِ رمضان کے قضا روزوں کے ضمن میں ادا ہو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب :- اگر کسی نے معین رمضان میں اعتکاف کی نذر مانی تو اس کو رمضان کے روزوں کے ساتھ ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر رمضان میں اعتکاف نہ کر سکا تو اسی رمضان کے قضا روزوں کے ساتھ بھی ادا کر سکتا ہے ورنہ مستقل روزوں کے ساتھ اعتکاف کرے، دوسرے رمضان میں یا واجب آخر میں یہ اعتکاف ادا نہ ہوگا۔
اور اگر غیر معین اعتکاف کی نذر کی ہو تو اس کے لئے مستقل روزے رکھے قضا روزہ کافی نہیں۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۷ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۴۲)

اعتکاف کی نذر کا طریقہ

اگر کسی نے ایک رات کے اعتکاف کی نذر کی یا اس نے کسی ایسے دن کے اعتکاف کی نذر کی جس میں کچھ کھا چکا ہے تو نذر صحیح نہ ہوگی، اور اگر یوں کہا کہ اللہ کے لئے میرے ذمہ واجب ہے کہ میں ایک مہینے کا اعتکاف کروں بغیر روزہ کے تو اس پر واجب ہے کہ اعتکاف کرے اور چوں کہ روزہ نذر کے اعتکاف کے لئے شرط ہے اور یہ شرط بھی ہے اعتکاف کے لئے ہی روزہ رکھے بلکہ اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف کی نذر کی تو یہ نذر

صحیح ہے پس اگر اس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اعتکاف نہ کیا تو اس پر واجب ہے کہ اس کی قضا کے لئے اور ایک مہینے کا اعتکاف کرے اور برابر روزے رکھے، اور اگر اس نے کسی دوسرے مہینے میں اعتکاف کو قضا رکیا تو وہ نذر ادا نہ ہوگی اس لئے کہ روزہ جو اپنے وقت سے فوت ہوئے تھے اس کے ذمہ واجب بالذات مقصود ہو گئے، اور جو چیز بالذات مقصود ہوتی ہے وہ غیر سے ادا نہیں ہوتی یہاں تک کہ اگر کسی مہینے کے اعتکاف کی نذر کی اور رمضان میں اعتکاف کیا تو جائز نہیں اگر اعتکاف میں روزہ توڑ دیا پھر ایک ماہ کے روزے اعتکاف کے ساتھ قضا کئے تو جائز ہے۔ اس لئے کہ قضا مثل ادا کے واقع ہوئی، نیز اگر صبح کے وقت کسی کا نفل روزہ تھا پھر کچھ وقت گزر جانے کے بعد اس نے یہ کہا کہ اللہ کے لئے واجب ہے کہ آج کے روزہ کا اعتکاف کروں تو اس کا اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اعتکاف واجب بغیر روزہ واجب کے صحیح نہیں ہوتا، اور صبح کے وقت روزہ نفل تھا۔ پس اب واجب نہیں ہو سکتا۔

(عالمگیری پاکستانی اُردو ج ۲ ص ۳۰)

اعتکاف ٹوٹنے پر قضا کا کیا حکم ہے

سوال: اگر کسی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ گیا تو اس کی قضا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: نفل اعتکاف کی قضا واجب نہیں اس لئے کہ وہ مسجد سے نکلنے سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے، اعتکاف منذور معین یا غیر معین ٹوٹ جائے تو سب دنوں کی قضا واجب ہے نئے سرے سے اتنے ہی دن پورے کرے کیوں کہ ان میں تتابع (تسلسل) لازم ہے۔

اور عشرۂ اخیرہ رمضان کے مسنون اعتکاف میں صرف اُس دن کی قضا واجب ہے جس میں اعتکاف ٹوٹا، فساد کے بعد یہ اعتکاف نفل ہو گیا ایک دن کی قضا چاہے رمضان ہی میں کر لے یا رمضان کے بعد نفل روزہ کے ساتھ کر لے۔

ایک دن کی قضا میں رات دن دونوں کی قضا واجب ہے یا صرف دن کی؟

اس سے متعلق کوئی صریح جزئیہ نظر سے نہیں گزرا، قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف اگر دن میں فاسد ہوا تو صرف دن کی قضا واجب ہوگی صبح صادق سے شروع کرکے غروب آفتاب تک اعتکاف کرے۔

اور اگر رات میں اعتکاف فاسد ہوا ہے تو رات دن دونوں کی قضا واجب ہے غروب آفتاب سے قبل شروع کرکے دوسرے دن غروب کے بعد ختم کرے۔

اگر دن کے اعتکاف کی نذر کی تو صرف دن کا اعتکاف واجب ہے اور رات دن دونوں کی نذر میں چوبیس ۲۴ گھنٹے کا اعتکاف واجب ہے، اور قضا اعتکاف بھی وجوب میں نذر کی طرح ہے اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص ۵۰۲)

مسنون اعتکاف کی قضاء کا کیا حکم ہے

سوال:۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے عذر کی بناء پر توڑ دیا، یا بھول سے ٹوٹ گیا تو اس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جس دن کا اعتکاف ٹوٹا ہے اُس دن کے اعتکاف کی قضا روزہ سمیت لازم ہے، لیکن احتیاطاً اختلاف سے بچنے کے لئے رمضان کے بعد دس دن روزے سمیت قضا کرے تو بہتر ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۱ بحوالہ رد المحتار ج ۲ ص ۱۸۰)

نفل اعتکاف توڑنے سے قضا واجب ہے یا نہیں

سوال: نفل اعتکاف میں اگر شدید ضرورت سے ایک دن رات سے قبل باہر نکل جائے تو اس کی قضاء واجب ہوگی یا نہیں، اور اگر ایک رات دن سے زائد ٹھہر کر باہر آیا لیکن ماہ رمضان ختم ہونے سے پہلے آیا تو بھی، شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:۔ اعتکاف نفل کو قطع کردینے سے قضا لازم نہیں آتی خواہ ایک دن رات سے قبل

قطع کیا ہو یا بعد ایک دن رات کے جس قدر ادا ہو گیا وہ ہو گیا، کیوں کہ بر بنائے روایت نفل اعتکاف کی ادنیٰ مدت ایک ساعت ہے اور اس کیلئے روزہ بھی شرط نہیں ہے۔ بخلاف اعتکافِ واجب کے کہ اس کے قطع کر دینے سے قضا لازم آتی ہے اور روزہ اس کیلئے شرط ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۰۲)

(ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۷۹)

جس مسجد کے نیچے دکانیں ہوں وہاں اعتکاف کا کیا حکم ہے

سوال :- جن مساجد کا اندرونی درجہ تو بھراؤ پر بنا ہو، اور صحن دوکانوں پر ہو، اب یہ تو معلوم ہے کہ صحن میں نماز پڑھنے سے مسجد کا ثواب نہیں ملے گا دریافت کرنا یہ ہے کہ جو شخص اندر کے حصے میں اعتکاف کرے اس کو جماعت سے نماز ادا کرنے کے لئے مسجد کے صحن میں آنا (کیوں کہ جماعت اکثر اوقات آج کل باہر ہی ہوتی ہے) مفسدِ اعتکاف ہو گا یا نہیں؟

جواب :- اوّل تو اگر دکانیں مسجد کے لئے وقف ہوں تو بعض روایاتِ فقہیہ کی رو سے اس سطح کو مسجد کہنے کی گنجائش ہے، ضرورتِ جماعت میں اُس روایت پر عمل جائز ہے اور دوسرا اگر قول راجح ہی لیا جائے کہ اس کا حکم مسجد کا نہیں، تاہم معتکف کو ضرورت کیوجہ سے مسجد سے نکلنا جائز ہے، خواہ وہ ضرورت طبعی ہو یا دینی اور جماعت کو پانا بھی جملہ ضروریات کی طرح ضرورتِ دینیہ میں سے ہے اس لئے نکلنا جائز ہے۔

تیسرے جب پہلے سے معلوم ہے کہ مجھ کو یہاں تک آنا پڑے گا تو گویا نیت استثناء کی ہو گی اور استثناء کے وقت نکلنا جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۷۱)

☆

جس مسجد میں پنجگانہ نماز نہ ہوتی ہو وہاں پر اعتکاف کا کیا حکم ہے

سوال: ہمارے گاؤں کی مسجد میں پانچوں وقت کی جماعت نہیں ہوتی تو اس میں اعتکاف کرسکتا ہوں یا نہیں ؟

جواب: دیگر ایام میں جماعت نہ ہوتی ہو لیکن اعتکاف کے دنوں میں جماعت ہوتی ہو تو کافی ہے، اعتکاف صحیح ہو جائے گا آپ بخوشی اعتکاف کر سکتے ہیں

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ صـ۲۹)

احسن الفتاویٰ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے :

"صحتِ اعتکاف کے لئے راجح قول یہ ہے کہ مسجد میں جماعت کا ہونا شرط نہیں۔ لہٰذا اسی مسجد میں اعتکاف صحیح ہے۔"

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۷)

مسجد نہ ہونے کی صورت میں ایسے مکان میں اعتکاف کرنا جہاں پنجگانہ جماعت ہو کیسا ہے۔

سوال: ایک بستی میں مسجد نہیں ہے لیکن یہاں ایک مکان میں پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنیکا انتظام ہے تو ایسے مکان میں اعتکاف صحیح ہے یا نہیں ؟

اور اعتکاف نہ کرنے کی صورت میں پوری بستی کے ذمہ سنت مؤکدہ اعتکاف ادا کرنے کا بار آئے گا یا نہیں ؟ کیا شکل ہوگی ؟

جواب: جبکہ مسجد میں بستی نہیں ہے تو جس مکان میں پنجوقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنیکا انتظام ہو تو اس میں اعتکاف کیا جائے اُمید ہے کہ سنتِ مؤکدہ کا ثواب مل جائیگا اور اگر نہ کیا تو کوتاہی کا بار رہے گا۔ جتنا ہو سکے کر گزرنا چاہیئے قبول کرنا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔

نوٹ:-

جس مکان میں نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہوں وہاں جماعت کا ثواب

مل جائے گا، لیکن مسجد کے ثواب سے محرومی رہے گی، اس لئے مسجد بنانے کی کوشش جاری رکھیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۹)

مسجد شہید کردی تو اعتکاف کہاں کیا جائے

سوال: بستی میں مسجد تھی وہ شہید کردی گئی ہے، دوسری جگہ مدرسہ میں نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں تو کیا وہاں اعتکاف کرسکتے ہیں؟
اور اعتکاف کرنے سے کیا سنّتِ مؤکدہ اعتکاف ادا ہوجائے گا؟

جواب: اگر شہید شدہ مسجد میں اعتکاف کرنا ممکن نہ ہو۔ اور بستی میں دوسری مسجد ہو تو وہاں اعتکاف کیا جائے، مدرسہ کا اعتکاف معتبر نہ ہوگا، اور اگر مسجد نہیں ہے تو صحیح ہوجائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۹)

معتکف مسجد میں متعین جگہ میں رہے یا جگہ بدل سکتا ہے

سوال: معتکف اپنے لئے مسجد میں جگہ مقرر کرلیتا ہے تو اس کو اس جگہ رہنا چاہیئے یا مسجد میں جہاں چاہے وہاں رہے؟

جواب: تمام مسجد میں جہاں چاہے بیٹھے کچھ حرج نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص ۵۰۲ بحوالہ رد المختار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۴)

غصباً جو حصہ مسجد میں شامل کیا گیا وہاں پر معتکف کا رہنا کیسا ہے

سوال: ایک مسجد کے فرش میں تھوڑی سی جگہ غصباً داخل کرلی گئی ہے اور اب بظاہر سب مسجد کا فرش معلوم ہوتا ہے۔ اس جگہ معتکف کا بلاضرورت ٹھیرنا یا وضو کے لئے اس جگہ بیٹھنا جائز ہے یا نہیں، یا اس جگہ بیٹھنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا؟

اور قضاء واجب ہو گی ؟

جواب : ظاہر ہے کہ جو جگہ غصباً مسجد میں داخل کی گئی ہے وہ مسجد نہیں ہوتی ، معتکف کا اعتکاف کی حالت میں وہاں جانا اور بیٹھنا مفسدِ اعتکاف ہوگا اور اعتکاف واجب کی قضا بھی لازم ہوگی ۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص۵۰۵ بحوالہ ردالمحتار کتاب الاشربۃ ج ۵ ص۴۷۷)

معتکف کیلئے مسجد کی فصیل کا کیا حکم ہے

سوال :۔ اعتکاف کرنے والے کے لئے مسجد کی فصیل مسجد کے صحن میں داخل ہے یا نہیں؟

جواب :۔ اس میں مسجد کے بانی کی نیت کا اعتبار ہے اگر اُستے اس فصیل کو داخلِ مسجد سمجھا تو داخل ہے ، ورنہ خارج ۔ اور اکثر ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جو فصیل مسجد کے فرش سے ملی ہوئی ہے وہ داخل مسجد ہوتی ہے اور دوسری طرف کی فصیل خارج ہوتی ہے ۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص۵۰۷)

مسجد کے احاطہ کا معتکف کیلئے کیا حکم ہے

سوال :۔ مسجد کا احاطہ مسجد کی زمین میں داخل ہے یا نہیں اور معتکف کو مسجد سے نکل کر صحن یا احاطہ میں بیٹھنا بلاضرورت جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مسجد کا اطلاق صرف مسجد کی سہ دری اور فرش پر ہی ہوتا ہے اور وہی شرعاً مسجد ہوتی ہے ۔ معتکف کے لئے اس سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے ، اور اگر ایسا کیا گیا تو اعتکاف باطل ہو جائے گا ۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۶ ص۵۰۸)

نوٹ :۔ جب اعتکاف کرنا ہو تو پہلے مسجد کے متولی یا امام صاحب یا کسی عالمِ دین سے یہ معلوم کر لیں کہ اصل مسجد کہاں تک ہے کیوں کہ مسجد ہمیشہ سب سے باہر کے دروازے تک ہی نہیں ہوتی ہے مسجد کا احاطہ اور چیز ہے ۔ اور جو کہ شریعت

میں مسجد کہتے ہیں وہ الگ چیز ہے ۔
اس لئے جو حصہ شرعی مسجد سے باہر ہو وہاں پر دورانِ اعتکاف نہ جایا جائے ۔

کیا معتکف جمعہ کے لئے قریبی قصبہ میں جا سکتا ہے

سوال : اگر معتکف کسی ایسی آبادی کی مسجد میں اعتکاف کرے جہاں پر جمعہ نہیں ہوتا تو کیا وہ جمعہ پڑھنے کے لئے قصبہ یا کسی ایسے قریبی مقام پر جا سکتا ہے جہاں جمعہ ہوتا ہو ؟

جواب : اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا بہتر ہے کہ اس میں جمعہ کی نماز ہوتی ہو۔
اگر ایسے گاؤں میں اعتکاف کیا جائے کہ اس گاؤں میں جمعہ نہیں ہوتا تو اعتکاف کرنے والے کو دوسرے قصبہ میں جہاں جمعہ ہوتا ہو جانا جائز نہیں ، مقامی جامع مسجد میں جمعہ کیلئے جانا جائز ہے ،

(کفایت المفتی ج ۴ صـ ۲۳۲)

بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ مقامی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور نماز کے بعد بھی سنت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۰۹ بحوالہ شامی ج ۲ ص ۱۸۳)
اگر جمعہ کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور نماز کے بعد وہیں ٹھہر جائے ۔ اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے

(علم الفقہ ج سوم صـ ۴۸)

حالتِ اعتکاف میں بچوں کو پڑھانا کیسا ہے

سوال : مسجد کے امام صاحب مکتب میں پڑھاتے ہیں اور پڑھانے کی تنخواہ لیتے ہیں وہ

رمضان المبارک میں آخری عشرہ کے اعتکاف میں بچوں کو تعلیم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: - اعتکاف کے لئے مدرسہ سے رخصت لے لی جائے۔ رخصت نہ ملے تو مجبوراً مسجد کے اندر پڑھا سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۲)

کیا معتکف کے ساتھ غیر معتکف افطار کر سکتا ہے

سوال: - امام مسجد معتکف ہے اس کے ساتھ امام تراویح (حافظ صاحب) جو معتکف نہیں مسجد میں امام صاحب کے ساتھ افطار کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: - زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ حافظ صاحب خارج مسجد شرعی اپنے کمرہ وغیرہ میں افطار کریں، اگر مسجد میں داخل ہوتے وقت نفل اعتکاف کی نیت کر لیں اور یہ کہہ لیا کریں "نَوَیْتُ الاعتکافَ مادمت فی المسجد" تو پھر معتکف کے ساتھ افطار کر سکتے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۳ بحوالہ عالمگیری ج ۶ ص ۲۱۵)

معتکف کا بیت الخلاء کیلئے نکلنا کیسا ہے

اگر شدید ضرورت کے لئے معتکف مسجد سے باہر جائے تو ضرورت سے فارغ ہونے کے بعد وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت پوری کرے جو اُس مسجد سے زیادہ قریب ہو۔ مثلاً پاخانہ کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو، اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے۔ ہاں اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو، اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہوتی ہو تو پھر جائز ہے۔

(بہشتی زیور حصہ گیارہواں ص ۱۰۹) بحوالہ شامی ج ۲ ص ۱۸۰ و ص ۱۸۲

بیت الخلاء اگر خالی نہ ہو تو کیا معتکف انتظار کر سکتا ہے

سوال: اگر معتکف رفع حاجت کے لئے جائے اور بیت الخلاء خالی نہ ہو تو کیا بیت الخلاء

کے باہر انتظار کرے یا فوراً اپنی جگہ پر مسجد میں واپس چلا جائے، اور پھر کچھ دیر کے بعد واپس آجائے، بعض اوقات میں کئی کئی مرتبہ جانا لوٹنا پڑتا ہے، کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: ایسی ضرورت کے وقت وہیں باہر انتظار کرنا جائز ہے۔

کھانا کھانے کی غرض سے ہاتھ دھونے کے لئے نکلنا کیسا ہے

سوال:۔ کیا معتکف مسجد سے باہر جاکر کھانا کھانے کے لئے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھو سکتا ہے؟ خواہ صابن کے ساتھ یا بغیر صابن کے اور منجن یا پیسٹ یا مسواک سے دانت صاف کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ ہاتھ دھونے کے لئے نکلنا جائز نہیں، مسجد ہی میں کسی برتن میں دھولے منجن یا مسواک وغیرہ وضو کے ساتھ کر سکتا ہے، صرف منجن وغیرہ کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے؟

(احسن الفتاوی ج ۴ ص ۵۰۲)

کیا معتکف کا وضو کے لئے نکلنا جائز ہے

سوال:۔ کیا معتکف اعتکاف کی حالت میں مسجد سے باہر جاکر فرضی اور نفل نمازوں نیز تلاوتِ کلام اللہ کیلئے وضو کر سکتا ہے؟

جواب: اگر مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کی کوئی ایسی جگہ ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں، اور اگر ایسی جگہ نہیں ہے تو جائز ہے خواہ وضو فرض نماز کے لئے ہو، یا نفل، یا تلاوت، یا ذکر کے لئے سب کا یہی حکم ہے۔

(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ ص ۵)

معتکف کیلئے تحیۃ الوضو، وتحیۃ المسجد کا کیا حکم ہے

سوال: معتکف جب بھی وضو کرنے کے لئے جائے تو تحیۃ الوضو اور تحیۃ المسجد پڑھے یا نہیں؟
جواب: تحیۃ الوضو پڑھے اور تحیۃ المسجد دن میں ایک بار کافی ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج۵ ص۲۰۸)

نفل اعتکاف میں جمعہ کے غسل کیلئے نکلنا کیسا ہے

سوال: ایک شخص نے ماہ رمضان المبارک پورے ماہ اعتکاف کیا اس نے اعتکاف شروع کرتے وقت یہ نیت کی تھی کہ جمعہ کے غسل مستحب کے لئے نکلوں گا۔ مسجد کے احاطہ میں غسل خانہ ہے کیا اس صورت میں غسل کے لئے باہر نکل سکتا ہے؟ اور اگر نیت نہ کی ہو تو جا سکتا ہے یا نہیں؟
جواب: رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سنّتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے، اس میں اور نذر کے اعتکاف میں "واجب غسل" کے علاوہ جمعہ وغیرہ کے غسل کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں۔ عشرہ اولیٰ اور ثانیہ کا اعتکاف (اگر نذر نہ مانی ہو تو) نفل ہے اس میں جمعہ کے لئے (یا جنازہ کی نماز یا عیادت کے لئے) نکلنے کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو نکلنے سے اعتکاف ختم ہو جائے گا، اس کو فاسد ہونا نہیں کہا جائے گا۔ اور جب مسجد میں دوبارہ داخل ہوگا تو اس وقت سے پھر نفل اعتکاف شروع ہوگا۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص۲۱۰)

کیا معتکف غسل کے بعد ناپاک کپڑے دھو سکتا ہے اور گھر سے کھانا لا سکتا ہے۔

سوال: معتکف کو جنابت (ناپاکی) لاحق ہوئی اُسنے غسل خانہ میں جا کر غسل کیا اور ساتھ ساتھ اس ناپاک کپڑے کو بھی جو جنابت کے وقت ناپاک ہو گیا تھا اس غسل خانہ میں نہایت عجلت کے ساتھ صاف کر لیا، اور فراغت کے بعد واپس

آتے وقت پانی کے اس مٹکے میں سے جو غسل خانہ کے بالکل قریب تھی لوٹا بھرکر اپنی ضرورت کے لئے لایا۔

اس صورت میں معتکف مذکور کا اعتکاف فاسد ہوگیا یا باقی رہا ؟

(۲) اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں پر غسل خانہ نہیں بلکہ قریب میں تالاب ہے اب اگر معتکف اس تالاب میں ناپاک کپڑے پہن کر اُترے اور غسل کرتے وقت پانی کے اندر کھڑے کھڑے اس ناپاک کپڑے کو پاک کرے تو یہ صحیح ہوگا یا نہیں ؟

(۳) معتکف کو کھانا پہونچانے والا نہیں ملا تو کیا خود جاکر کھانا لا سکتا ہے ؟

جواب : اگر اعتکاف واجب النذر (نذر مانا ہوا) تھا تو اس میں صرف غسل کرتے کیلئے مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت ہے، کپڑے دھونا یا پانی بھرنے کے لئے ٹھہرنا جائز نہیں، اور اس صورت میں اس کو اعتکافِ واجب کی قضاء کرنی پڑے گی

اور اگر اعتکاف نفل ہو (اس میں اعتکاف مسنون عشرۂ اخیرہ رمضان بھی شامل ہے) تو اس میں کپڑے دھوتے اور لوٹا بھرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ مسجد سے نکلنا صرف غسل کے لئے ہوا ہو۔

(۲) مذکورہ بالا حکم سوال نمبر دوم میں بھی سمجھنا چاہیئے۔

(۳) اگر مسجد میں کھانا پہونچانے والا کوئی نہ ہو تو کھانے کے لئے جانا اور کھانا لیکر فوراً واپس آجانا چاہیئے، مسجد کے اندر کھانا کھایا جائے اور باہر کھانا نہ کھایا جائے اور اگر مسجد میں کھانا پہونچانے کا کوئی ذریعہ ہو تو پھر کھانا خود لینے بھی نہ جائے۔ (کفایت المفتی ج ۴ صـ ۲۳۴)

کیا معتکف اعتکاف کی جگہ سے باہر سو سکتا ہے

سوال : معتکف اپنے اعتکاف کی جگہ سے (جو مقرر کر لی جاتی ہے) رات کے وقت دوسری جگہ سو سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : معتکف جس مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے اس تمام مسجد میں جس جگہ چاہے رہ سکتا

ہے اور سو سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ صـــ ۵۰۳)
ردالمحتار ج ۲ صـــ ۱۸۴ باب الاعتکاف

گرمی کی وجہ سے غسل کیلئے نکلنا کیسا ہے

سوال: گرمی کی وجہ سے مسجد سے باہر نکل کر معتکف کو غسل کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جائز نہیں، اگر ضرورت زیادہ ہو تو مسجد میں بڑا برتن رکھکر اس میں بیٹھ کر نہالے اس طور پر کہ مسجد میں مستعمل پانی گرنے نہ پائے، یا تولیہ بھگو کر نچوڑ کر بدن پر ملے، متعدد بار ایسا کرنے سے بدن صاف ہو جائے گا۔
(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ صـــ ۴۹۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۲ صـــ ۱۸۱)

کیا معتکف غسل کے لئے پانی گرم کرسکتا ہے

سوال: معتکف غسل کے لئے (جمعہ یا جنابت کا) پانی ٹھنڈا ہونے کیوجہ سے مسجد کے کمپاؤنڈ (احاطہ) میں چولہا جلا کر پانی گرم کرسکتا ہے یا نہیں؟ ٹھنڈا پانی نقصان دیتا ہے۔
جواب: معتکف غسلِ جنابت (ناپاکی) کے لئے نکل سکتا ہے دوسرے غسل کے لئے اجازت نہیں ہے۔ گرم پانی کوئی دینے والا نہ ہو تو خود احاطہ مسجد میں کرسکتا ہے ضرورت شرعیہ ہے، لہٰذا اعتکاف میں کوئی حرج نہ ہوگا۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ صـــ ۲۰۷)

معتکف قضائے حاجت کیلئے گیا تو غسل کرسکتا ہے یا نہیں

سوال: اگر معتکف کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے مثلاً قضائے حاجت (پیشاب پاخانہ) کے لئے تو محض گرمی کی وجہ سے یا میل دور کرنے کیلئے استنجاء کرنے کے بعد یا اس سے پہلے غسل کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب : جائز نہیں، اعتکافِ فاسد ہوجائے گا البتہ غسل خانہ بیت الخلاء کے ساتھ ہی ہو اور نہانے میں وضو سے زیادہ دیر نہ لگے تو قضائے حاجت کے بعد غسل کی اجازت ہے، اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسجد میں کپڑے اتار کر صرف لنگی میں چلا جائے اور نل کھول کر بدن پر پانی بہا کر نکل آئے اور نہ صابن لگائے اور نہ زیادہ ملے، اس طرح صفائی تو نہیں ہوگی ٹھنڈک البتہ ہوجائے گی اور اگر مسجد کی طرف چلتے چلتے تولیہ سے بدن رگڑے تو کافی حد تک صفائی بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۰۵)

مجبوری کیوجہ سے میت کو غسل دینے کیلئے نکلنا کیسا ہے

سوال : معتکف مسجد سے ضرورتاً نکلے مثلاً میّت کو غسل دینے کے لئے کوئی نہ ہو، یا نماز جنازہ پڑھانے والا کوئی نہ ہو تو اس کے مسجد سے نکلنے پر اعتکاف باقی رہے گا یا ٹوٹ جائے گا ؟

جواب : طبعی اور شرعی حاجت کے سوا دیگر ضرورت سے نکلنا مفسدِ اعتکاف ہے مثلاً صورت مسئولہ میں غسلِ میّت یا نمازِ جنازہ کے لئے یا گواہی دینے کے لئے جبکہ یہ متعین ہو کہ اگر اس نے گواہی نہ دی تو اس شخص کا حق مارا جائے گا، اسی طرح ڈوبتے ہوئے یا جلتے ہوئے کو بچانے کی نیت سے نکلے تب بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا مگر گنہگار نہ ہوگا۔ بلکہ ان صورتوں میں نکلنا ضروری ہوجائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۰۵ بحوالہ طحاوی علی امراقی الفلاح ص ۳۸۲ و ص ۳۸۹)

نمازِ جنازہ کے لئے نکلنا کیسا ہے

سوال : معتکف کو معلوم ہوا جنازہ آیا ہے اور پھر مسجد سے نکل کر نماز جنازہ پڑھی تو کیا اعتکاف ٹوٹ گیا۔ اگر ٹوٹ گیا تو کیا اس کی قضاء لازم ہے۔ اگر ہے تو کتنے دن

کی ؟ کیا جنازہ کی نماز کے لئے نکلنا حاجتِ شرعیہ نہیں ہے ؟

جواب : جنازہ کی نماز پڑھنے کی جگہ اگر مسجد سے خارج ہو گی تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور کم از کم ایک دن کی قضا لازم ہو گی، ہمت ہو تو پورے دس دن کی قضا کرے اس میں زیادہ احتیاط ہے، جنازہ کی نماز کے لئے نکلنا حاجتِ شرعیہ میں داخل نہیں ہے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۵ صـ۲۰۰ بحوالہ طحطاوی علی مراقی الفلاح صـ۴۰۹)

معارف مدنیہ صـ۹۹ میں یہ مسئلہ اس طرح لکھا ہے :-

علامہ سہارنپوریؒ فرماتے ہیں کہ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ معتکف کو مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لئے اعتکاف گاہ سے نکلنا جائز نہیں ہے کیوں کہ عیادت فرض نہیں ہے اور اسی طرح نمازِ جنازہ فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے جسکو دوسرا افراد کر لیتے ہیں، لہٰذا معتکف کے لئے نکلنا جائز نہیں ہے۔

صاحبِ درمختار کہتے ہیں کہ اعتکافِ واجب میں حاجتِ ضروری کے بغیر اعتکاف سے نکلنا حرام ہے لیکن اعتکاف نفل میں نکلنا جائز ہے اعتکاف باطل نہیں ہوتا بلکہ انتہا کو پہونچ جاتا ہے یعنی اعتکاف نفل کی کوئی مدت متعین نہیں ہے بلکہ تھوڑی سی دیر کے لئے بھی ہو سکتا ہے، معتکف جس وقت اعتکاف سے نکل جائے گا وہ اعتکاف پورا ہو جائے گا۔"

(معارف مدنیہ قسط ۱۰ صـ۹۹)

کیا معتکف راستہ میں نمازِ جنازہ میں شرکت اور عیادت کر سکتا ہے

سوال : معتکف نمازِ جنازہ اور عیادت مریض کے لئے مسجد سے نکل سکتا ہے یا نہیں ؟ اگر شروع ہی سے نمازِ جنازہ اور عیادت کے لئے نکلنے کی نیت کر لی تو جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : اعتکاف کی نذر میں نماز جنازہ، عیادتِ مریض اور مجلسِ علم میں حاضری کے لئے نکلنے کا استثناء صحیح ہے اور نکلنا جائز ہے، بشرطیکہ نذر کی طرح استثناء بھی زبان سے کیا ہو، صرف دل کی نیت کافی نہیں ہے، مگر مسنون اعتکاف میں یہ نیت کی تو وہ نفل ہو جائے گا، سنت ادا نہ ہوگی، مسنون اعتکاف صرف وہی ہے جس میں کوئی استثناء نہ کیا ہو اس میں نکلنا مفسد ہے البتہ قضاءِ حاجت جیسی ضرورت کے لئے نکلنے پر دیکھا کہ راستہ ہی میں نماز جنازہ شروع ہو رہی ہے تو اس میں شریک ہو سکتا ہے۔

نماز سے پہلے انتظار، اور نماز کے بعد وہاں ٹھہرنا جائز نہیں، اسی طرح قضاءِ حاجت کے لئے اپنے راستہ پر چلتے چلتے عیادت کر سکتا ہے، عیادت اور نماز جنازہ کے لئے راستہ سے کسی جانب مڑنا یا ٹھیرنا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ پاکستانی ج ۴ ص ۵۰۰)

کیا معتکف اذان دینے کے لئے جا سکتا ہے

سوال : کیا معتکف اذان دینے کے لئے اذان دینے کی جگہ جا سکتا ہے، یا نہیں؟

جواب : اگر اذان دینے کی جگہ کا دروازہ مسجد میں داخل ہے تو وہاں معتکف بہر حال ہر وقت جا سکتا ہے، اور اگر دروازہ مسجد سے خارج ہے تو صرف اذان دینے کی غرض سے جا سکتا ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۹۵ بحوالہ رد المختار ج ۲ ص ۱۸۱)

کیا معتکف دوسری جگہ قرآن شریف سنانے کیلئے جا سکتا ہے

سوال : زید ہمیشہ رمضان المبارک کے آخری عشرے میں معتکف ہوتا ہے، اس سال تازہ حالت یہ پیش آئی کہ زید کو نواب صاحب کے مکان پر قرآن شریف تراویح میں سنانے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب : اگر اعتکاف کے وقت یہ نیت کرے کہ میں تراویح میں قرآن شریف سنانے جایا کروں گا تو یہ جائز ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۱۲)

بحوالہ عالمگیری مصری کتاب الصوم باب سابع ج ۱ ص ۱۹۹

کیا معتکف مسجد میں مریض کو دیکھکر نسخہ لکھ سکتا ہے

سوال : معتکف مسجد میں مریض کو دیکھ کر یا حال سُنکر نسخہ لکھ سکتا ہے یا نہیں ؟ ایسے ہی معتکف ضرورتِ طبعی سے باہر جائے تو باہر کسی مریض کے پوچھنے پر دوا بتا سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : معتکف مریض کو مسجد میں دیکھ کر اور حال سن کر نسخہ لکھ سکتا ہے اور علاج کر سکتا ہے اور معتکف اگر طبعی ضرورت کی وجہ سے مسجد سے باہر ہے اور کوئی مریض حال کہے اور دوا پوچھے تو بتلانا جائز ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۰۲ بحوالہ ردالمحتار باب الاعتکاف ج ۲ ص ۱۸۴ و ص ۱۸۵)

معتکف کا مقدمہ کی تاریخ کیلئے نکلنا کیسا ہے

سوال : ایک شخص معتکف ہے اور عشرۂ اخیرہ میں اس کے ایک مقدمہ کی تاریخ ہے اس دن کورٹ (کچہری) میں اس کی حاضری ضروری ہے، صورت مسئولہ میں یہ معتکف مجبوری کی وجہ سے کورٹ میں حاضری دے سکتا ہے یا نہیں ؟

جواب : مقدمہ کے لئے نکلے گا تو اس کا سنتِ مؤکدہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اگر مجبوراً نکلنا پڑ رہا ہے تو گنہگار نہ ہوگا، اور صاحبین رحمہما اللہ کے مسلک کے مطابق اگر آدھے دن سے زیادہ باہر نہ رہے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ ایسی مجبوری کی حالت میں اس مسلک پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ ص ۲۱۱ بحوالہ مراقی الفلاح ص ۴۰۹)

کیا معتکف سرکاری وظیفہ لینے کیلئے نکل سکتا ہے

سوال : یہاں (برطانیہ انگلینڈ) میں کام کرنے والے حضرات بہت کم اعتکاف کرتے ہیں اکثر معتکفین وہ ہوتے ہیں جو کارخانہ وغیرہ میں کام کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں کو ہفتہ میں ایک مرتبہ سرکاری آفس میں جاکر دستخط کرنے پر پیسے ملتے ہیں یہی انکی تنخواہ ہے۔ اگر دفتر میں نہ جائیں تو وظیفہ نہیں ملتا، تو دستخط کرنے کیلئے کیا معتکف جا سکتا ہے ؟

جواب : اس کے بغیر اس کا گزارہ نہ ہو سکتا ہو تب تو جا سکے گا اور دستخط کر کے فوراً مسجد میں آجائے، اور احتیاطاً بعد میں ایک روز کے اعتکاف کی قضاء بھی کرلے اور اگر اس پر گزارہ موقوف نہ ہو تو جانے کی اجازت نہیں، جائیگا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اور اعتکاف باطل کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ صـ ۲۱۲)

حجامت اور غسل مستحب کیلئے نکلنا کیسا ہے

سوال : معتکف کے لئے ایسے امور جو نظافت (صفائی) سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً سر کے بال بنوانا یا غسل مستحب کرنا، ان کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : معتکف کے لئے سر منڈانے اور غسل مستحب کے لئے مسجد سے باہر نکلنا درست نہیں مفسدِ اعتکاف ہے۔ سر منڈوانا ضروری ہو تو اعتکاف کی جگہ میں چادر وغیرہ بچھاکر منڈوا سکتا ہے اور پوری احتیاط رکھے کہ بال وغیرہ مسجد میں نہ گرنے پائیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۵ صـ ۲۰۱ بحوالہ عالمگیری ج ۶ صـ ۲۱۵)

معتکف کا مسجد میں حجامت بنوانا کیسا ہے

سوال : معتکف کو مسجد میں حجامت (بال) بنوانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب : اپنی حجامت خود بنانا جائز ہے، اور حجام سے بنوانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نائی

بغیر مزدوری کے کام کرتا ہے تو مسجد کے اندر جائز ہے اور اگر بالعوض ہے تو معتکف مسجد کے اندر رہے اور حجام مسجد سے باہر بیٹھکر حجامت بنائے۔
مسجد کے اندر اُجرت سے کام کرنا جائز نہیں۔

(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ صفحہ ۵۰۶)

کیا معتکف بیڑی سگریٹ وغیرہ کیلئے نکل سکتا ہے

سوال: معتکف بیڑی پینے کا عادی ہے رات میں دس مرتبہ سے زیادہ بیڑی پیتا ہے تو یہ طبعی ضرورت میں داخل ہے یا نہیں؟ اور اس کے لئے نکلنے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں اور اگر اجازت ہو تو منہ صاف کر لینا کافی ہوگا یا وضو کرنا بھی ضروری ہوگا؟

جواب: اعتکاف کرنے سے پہلے بیڑی چھوڑنے کی کوشش کرے اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو تعداد اور مقدار کم کرے اور اگر کچھ پینی ہی پڑے تو جس وقت استنجا اور طہارت کے لئے نکلے اس وقت بیڑی کی حاجت پوری کرے خاص بیڑی پینے کے لئے نہ نکلے، مگر جب مجبور ہو جائے اور طبیعت خراب ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے بھی نکل سکتا ہے کہ ایسی اضطراری حالت کے وقت یہ طبعی ضرورت میں شمار ہوگا، اور مخل و مفسدِ اعتکاف نہ ہوگا۔

فتاوی رشیدیہ ج ۳ صفحہ ۵۷ میں ہے:
معتکف کو جائز ہے بعد نماز مغرب مسجد سے باہر جا کر حقہ پی کر اور کلی کر کے بُو دور کر کے مسجد میں چلا آئے۔

(فتاوی رحیمیہ ج ۵ صفحہ ۲۰۲)

اعتکاف میں مجبوراً کام کرنا کیسا ہے

سوال: بندہ کے پاس ڈاکخانہ کا کام ہے، کیا اعتکاف کی حالت میں ڈاکخانہ کا کام کر سکتا ہوں جبکہ زبانی گفتگو نہ کی جائے۔

جواب: معتکف کا اعتکاف کے لئے مسجد میں رہنا ضروری ہے بغیر اس کے اعتکاف نہیں ہو سکتا، در مختار کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معتکف کو مسجد میں رہنا ضروری ہے، پیشاب و پاخانہ اور غسل جنابت اور جمعہ وغیرہ کے لئے نکلنا جائز ہے، اس بنا پر مسجد کے اندر ضرورت کی وجہ سے ڈاکخانہ کا کام کرنا یا زبانی گفتگو کرنا جائز ہے۔ لیکن ڈاکخانہ کے کام کی وجہ سے مسجد سے نکلنا مفسدِ اعتکاف ہے۔ اور اعتکاف کی حالت میں خاموش رہنا ضروری نہیں۔ البتہ بلا ضرورت اور فضول گفتگو مکروہ ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم ج ۶ ص ۵۱۳ بحوالہ رد المحتار ج ۲ باب الاعتکاف ص ۱۸۵)

معتکف اگر جماع وغیرہ کرلے تو کیا حکم ہے

جماع (صحبت) وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً (بھول کر) اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر، ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ اور جو افعال اکثر و بیشتر باعثِ جماع ہوتے ہیں مثلاً پیار لینا، یا مباشرتِ فاحشہ (معانقہ) وغیرہ وہ بھی حالتِ اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تا وقتیکہ منی نہ خارج ہو۔ ہاں اگر ان افعال سے منی نکل جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۰۹)

بحوالہ شرح البدایۃ ج ۱ ص ۲۱۱ و شرح التنویر ج ۱ ص ۱۵۸ کتاب الفقہ ج ۱ ص ۹۵ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے:-

"حالتِ اعتکاف میں شہوت انگیز حرکتوں کا ارتکاب حرام ہے، ہاں اگر محض خیال کرتے یا دیکھنے سے یا احتلام میں انزال ہو جائے تو اعتکاف باطل نہ ہوگا خواہ ایسا ہونا اس کی عادت ہو یا نہ ہو"

معتکف کو اگر اعتکاف کی جگہ سے باہر نکال دیا جائے تو کیا حکم ہے

اگر کوئی شخص زبردستی اعتکاف کی جگہ سے باہر نکال دیا جائے تو اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہوا اور سپاہی اسکو گرفتار کریں یا کسی کا قرضہ چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکال لے، اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور اعتکاف گاہ تک پہونچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی قائم نہ رہے گا۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۰۹)

بحوالہ شامی ج ۲ ص ۱۸۳ ۔

معتکف کو جنون یا بیہوشی ہو جائے تو کیا حکم ہے

امام اعظمؒ کے نزدیک معتکف کو اگر چند روز تک بے ہوشی لاحق رہے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا یہی حکم جنون کا بھی ہے، لیکن نشے کی حالت رات میں آئے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

اسی طرح گالی گفتار اور لڑائی بھڑائی وغیرہ گناہوں کے ارتکاب سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ (کتاب الفقہ ج ۱ ص ۹۵۴)

کیا معتکف کسی دنیاوی کام میں مشغول ہو سکتا ہے

حالتِ اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابلِ اطمینان خرید نے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر جس چیز کو خریدا گیا ہے، اُسے مسجد میں لانا کسی حال

میں جائز نہیں بشرطیکہ اسکے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا راستہ رک جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۱۱ صفحہ ۱۱)

(بحوالہ شرح التنویر ج ۱ صفحہ ۱۵۷)

جو عذر کثیر الوقوع نہ ہو اس کا حکم

جو عذر کثیر الوقوع نہ ہو اس کے لئے اپنے اعتکاف کی جگہ کو چھوڑ دینا منافیِ اعتکاف ہے یعنی جائز نہیں ہے مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے یا آگ بجھانے کے لئے یا مسجد کے گرنے کے خوف سے اگرچہ ان صورتوں میں اعتکاف کی جگہ سے نکل جانا گناہ نہیں ہے بلکہ جان بچانے کی غرض سے نکلنا ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ صفحہ ۱۰۹ بحوالہ شامی ج ۲ صفحہ ۱۸۳)

بعض امور مُفسدہ اور غیر مُفسدہ

سوال :۔ مندرجہ ذیل امور اعتکاف مسنون میں مُفسد ہیں یا نہیں؟

۱ ـــــ وضو سے پہلے بلا [illegible] وضوء، وضو خانہ پر بیٹھ کر صابن سے ہاتھ منہ دھونا۔

۲ ـــــ وضو کے بعد وضو خانہ پر کھڑے ہو کر رومال سے وضو کا پانی خشک کرنا۔

۳ ـــــ وضو سے قبل ہاتھ کی گھڑی وضو خانہ پر ہاتھ سے نکال کر جیب میں رکھنا پھر وضو کرنا یا وضو خانہ پر وضو کے لئے چڑھتے ہوئے ہاتھ میں سے گھڑی نکال کر جیب میں رکھنا۔

۴ پیشاب خانہ کے باہر لائن لگی ہوئی ہو تو وہاں انتظار میں کھڑے ہونا۔

۵ وضو سے قبل وضو خانہ پر چڑھکر اپنی ٹوپی یا رومال وضو خانہ مچان یا کھونٹی پر رکھنا۔

۶ گھر سے کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانا لانے کے لئے گھر جانا۔

۷ کھانے کے لئے گھر جاتے پر معلوم ہوا کہ کھانے کی تیاری میں معمولی دیر ہے اس کا انتظار کرنا۔

۸ احتلام ہو گیا اور ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے تو پانی گرم کرنے کیلئے مسجد سے نکلنا یا گرم پانی کے لئے گھر جانا اور وہاں پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا۔

۹ حالتِ اعتکاف میں بیمار ہو گیا، اور دوا لاکر دینے والا کوئی نہیں، یا ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہو تو دوا کے لئے مسجد سے نکلنا۔ شرعی حکم کیا ہے؟

جواب (۱) و (۲) اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(۳) تا (۷) جائز ہے۔

(۸) جائز ہے۔ احتلام کی حالت میں گرم پانی کے انتظار میں تیمّم کر کے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں مسجد سے فوراً نکل جائے، مسجد سے باہر پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔

(۹) دوا کے لئے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور اس روز کی قضا لازم ہے۔ البتہ سخت مجبوری کی صورت میں نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا اعتکاف بہرحال فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔

احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ ص ۵۰۸

بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۴۵

☆

معتکف مسجد سے بھول کر نکل جائے تو کیا حکم ہے

سوال : اگر بھولے سے معتکف مسجد سے نکل گیا تو اعتکاف فاسد ہوگا یا نہیں ؟
جواب : بھول کر نکلنے سے بھی اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

(احسن الفتاوی پاکستانی ج ۴ ص ۴۹۷)

بحوالہ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۸۴

بھولے سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۰۹ بحوالہ شرح بدایۃ ج ۱ ص ۲۱۰)

معتکف کے لئے اچھی باتیں

اعتکاف کی حالت میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے ، غیبت نہ کرے بلکہ قرآن شریف کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

(بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۱۱ بحوالہ شرح البدایۃ ج ۱ ص ۱۲۱)

اچھی باتوں کی ایک مختصر سی فہرست یہ بھی ہے ۔

(۱) قرآن شریف پڑھنا۔
(۲) درود شریف، استغفار و تسبیحات میں مشغول رہنا۔
(۳) اچھی باتیں کرنا ، انہیں کا سیکھنا سکھانا ، دینی کتابوں کا مطالعہ کرنا سننا سنانا
(۴) وعظ و نصیحت کرنا۔
(۵) جامع مسجد میں اعتکاف کرنا۔ (رمضان کیا ہے ؟ ص ۱۴۵)

اعتکاف میں کوئی خاص عبادت شرط نہیں ، نماز ، تلاوت کلام پاک ، دینی کتابوں

کا پڑھنا پڑھانا یا ذکر اللہ کرنا غرض جو عبادت دل چاہے کرتا رہے۔

(احکام رمضان المبارک دار العلوم ص۱۰)

مکروہاتِ اعتکاف

(۱) چُپ چاپ گم صُم بیٹھے رہنا اور اسے کوئی اچھی بات سمجھنا۔ آج کل ناواقف لوگ اعتکاف میں چُپ بیٹھنا بھی کچھ ثواب کی بات سمجھتے ہیں۔

(۲) لڑائی جھگڑا، شور و شغب کرنا اور بیہودہ، واہیات باتیں کرنا۔

(۳) خرید و فروخت کے لئے کوئی چیز مسجد کے اندر لانا۔

(رمضان کیا ہے ص۱۴۹)

اعتکاف کے آداب

اعتکاف کے آداب میں یہ امور ہیں:

(۱) معتکف پہنے ہوئے کپڑوں کے علاوہ بھی لباس لیکر آئے، کیونکہ بعض اوقات (لباس بدلنے کی) ضرورت پڑ جاتی ہے۔

(۲) اگر اعتکاف کی مدت عید تک پہونچ جائے تو عید کی رات مسجد ہی میں گزارے تاکہ مسجد سے نکل کر عید گاہ کی طرف روانگی ہو اور ایک عبادت (اعتکاف) دوسری عبادت (نماز عید) کے ساتھ مل جائے۔

(۳) مسجد کے اندرونی حصّہ میں ٹھہرے (اعتکاف کرے) تاکہ بات چیت سے اعتکاف میں خلل واقع نہ ہو۔

(۴) اعتکاف رمضان کے مہینے میں ہو۔ نیز شب قدر پانے کی اُمید میں آخری دس دنوں کے اندر ہو کیونکہ ان ہی دنوں میں شبِ قدر کا غالب گمان ہے۔

(۵) اعتکاف دس دن سے کم نہ ہو۔

(۶) اچھی بات کے علاوہ اور کوئی کلام نہ کرے۔

(۷) اعتکاف کے لئے سب سے اچھی مسجد کا انتخاب کیا جائے مثلاً مسجدِ حرام اس کے بعد مسجدِ نبویؐ، پھر مسجد اقصیٰ، اور یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو وہاں رہتے ہوں اس کے بعد جامع مسجد کا درجہ ہے ۔

(۸) دورانِ اعتکاف قرآن شریف کی تلاوت اور حدیث کا مطالعہ، علوم دینی اور اس کی تعلیم وغیرہ میں لگا رہے ۔

(کتاب الفقہ ج صفحہ ۹۵۴)

ممنوعاتِ اعتکاف

حنفیہؒ کے نزدیک اعتکاف میں چند امور مکروہِ تحریمی ہیں ۔

(۱) چپ رہنا اس خیال سے کہ اس میں ثواب زیادہ ہے ، اگر یہ خیال نہیں تھا تو مکروہ نہیں ہے ۔ ہاں چپ رہنا زبان کے گناہ سے بچنے کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے ۔

(۲) مسجد میں فروخت کرنے کے لئے سامان (مال) لانا مکروہِ تحریمی ہے۔ البتہ خرید و فروخت کا معاملہ جو اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کے لئے ضروری ہے مسجد میں کیا جائے، لیکن سامان مسجد میں نہ لائے تو جائز ہے ۔ لیکن تجارتی معاہدہ مسجد میں جائز نہیں ہے ۔

(کتاب الفقہ ج ۱ صفحہ ۹۵۶)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اعتکاف کرنے والا جب کسی ضرورت سے باہر نکلے تو اُسے بات چیت کرنا جائز نہیں یہ غلط ہے ۔ چلتے چلتے بات چیت کرنا جائز ہے، ہاں بات چیت کے لئے یا کسی اور کام کے لئے ٹھہرنا جائز نہیں ہے ۔

(رمضان کیا ہے ؟ صفحہ ۱۵۱)

اعتکاف اور مسلکِ حنفیہ

حنفیہ کے نزدیک معتکف کے مسجد سے باہر آنے کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اعتکاف واجب نذر کا ہو، اس صورت میں مسجد سے نکلنا مطلق جائز نہیں ہے خواہ رات ہو یا دن ہو، قصداً ہو یا بھولے سے، پس جو شخص کسی مجبوری یا ایسے عذر کے بغیر جس میں اعتکافِ نذر کرنے والے کو باہر آنے کی اجازت نہیں ہوتی مسجد سے باہر نکلا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسجد سے باہر آنے کی تین قسمیں ہیں:۔

- فطری معذوری کے باعث نکلنا جیسے پاخانہ کے لئے یا احتلام ہو جائے اور مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو وغیرہ ایسی صورت میں معتکف صرف غسلِ جنابت کے لئے یا محض قضائے حاجت کے لئے مسجد سے نکلے اور اتنی ہی دیر کے لئے کہ یہ مقصد پورا ہو جائے۔
- عذرِ شرعی کی بنا پر مسجد سے نکلنا۔ مثلاً یہ کہ جس مسجد میں اعتکاف کر رہا ہے اس میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو، اور جمعہ کی نماز کے لئے دوسری مسجد میں جانا ہو تو ایسی صورت میں صرف اتنی دیر پہلے مسجد سے نکلے کہ اس مسجد میں پہونچ کر خطبہ کی اذان سے پہلے چار رکعتیں ادا کر سکے، اور نماز پڑھنے کے بعد صرف اتنی دیر قیام کرے کہ جس میں چار یا چھ رکعتیں پڑھی جا سکیں، اگر اس سے زیادہ ٹھہرا تو اعتکاف فاسد تو نہ ہوگا، کیوں کہ اس دوسری مسجد میں بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے، البتہ ایسا کرنا مکروہِ تنزیہی ہے، کیونکہ ابتداء میں جہاں پر اعتکاف کرنا اختیار کیا تھا بلا ضرورت اس کے خلاف کیا گیا۔
- ایسے اعذار کی بنا پر نکلنا جو مجبوری کے ہیں مثلاً جس مسجد میں اعتکاف کیا ہو اب وہاں جان و مال کا خطرہ لاحق ہو جائے یا مسجد منہدم ہونے لگے تو ایسی

صورت میں مسجد سے نکل کر فوراً کسی دوسری مسجد میں اعتکاف کی نیت سے چلا جانا چاہیئے۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اعتکاف (نذر کا نہیں ہے بلکہ) نفلی ہے ایسی صورت میں بلا عذر بھی مسجد سے نکلنے میں مضائقہ نہیں، کیوں کہ نفلی اعتکاف میں ایسا نہیں ہوتا کہ اتنے وقت سے زیادہ مسجد سے باہر گزارنے پر اعتکاف باطل ہو جائے (نفلی اعتکاف میں) مسجد سے باہر آجانے سے پچھلا اعتکاف باطل نہیں ہوتا بلکہ منتہی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر مسجد میں واپس اگر پھر اعتکاف کیا تو اس کا ثواب جدا ہوگا، لیکن اعتکاف واجب میں بلا عذر مسجد سے باہر آنا گناہ ہے اور پچھلا اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔

یہ احکام اُسی حالت میں ہیں جبکہ اعتکاف واجب ہو، اور مسلسل ان ایام کے اعتکاف کی نیت کی گئی ہو، اگر محض اعتکافِ نذر کی نیت تھی یا کسی خاص عرصے کے اعتکاف کی نیت تھی، لیکن مسلسل کی قید نہیں تھی تو ایسی صورت میں اعتکاف کے دوران مسجد سے بلا عذر بھی باہر آجانا جائز ہے، لیکن آنے پر وہ اعتکاف ختم ہو جائے گا اور واپس آکر دوبارہ اعتکاف کی نیت کرنا ہوگی، ہاں اگر (پہلے ہی سے) واپسی کی نیت کر رکھی ہو یا مسجد سے نکلنا رفع حاجت کے لئے ہو تو از سرِ نو نیت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہی حکم نفلی اعتکاف کا ہے۔

(کتاب الفقہ ج ۱ ص ۹۵۳)

اجتماعی اعتکاف کا ثبوت

سوال: کیا اعتکاف کا اہتمام حضراتِ صحابۂ کرام رضؓ سے ثابت ہے؟

جواب: اولاً تو جو چیز مقصودِ اعتکاف ہے وہ حضرات صحابۂ کرام رضؓ کو چلتے پھرتے مشاغل میں مشغول رہنے کے باوجود حاصل تھی، آج وہ چیز اعتکاف سے بھی بمشکل حاصل ہوتی ہے، تاہم ان حضرات سے اعتکاف کا اہتمام ثابت ہے۔

مسلم صـ۳۷۰ جلد اول میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا، آپؐ کے ساتھ حضراتِ صحابہ کرامؓ نے بھی اعتکاف کیا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا، پھر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شبِ قدر کی تلاش میں کیا تھا، پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف بھی اسی واسطے کیا، پھر مجھے کسی بتانے والے (فرشتہ) نے بتایا کہ وہ آخری عشرہ میں ہے، (اس لیے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا ہے)، جو شخص تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے کرلے۔ چنانچہ آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔ صحابۂ کرامؓ نے آپؐ کے ساتھ اعتکاف کیا۔ بخاری صـ۲۷۱ جـ۱ میں یہ الفاظ ہیں۔ جن لوگوں نے میرے ساتھ پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا ہے وہ آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کریں۔

مسلم صـ۳۷۱ جـ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ کے لیے بھی خیمے لگائے گئے۔ گو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوارہ نہ فرمایا، اس بنا پر کہ ان کے غیر مخلص ہونے کا اندیشہ ہوا، یا بوجہ غیرت کے کہ مسجد میں مرد بھی ہوں گے، منافق دیہاتی سبھی قسم کے لوگ آئیں گے، پھر حاجاتِ بشریہ کے لیے ان کا نکلنا بھی ضروری ہوگا، یا اس بنا پر کہ آپؐ کا ان کے ساتھ مسجد میں ہونا مقصدِ اعتکاف تخلی عن الدنیا والازواج کو فوت کردے گا۔ (نووی شرح مسلم صـ۳۷۱ جلد اول)۔

(ماخوذ از ملفوظات فقیہہ الامت صـ۴۶ قسط ثالث۔ مفتی اعظم حضرت مولانا محمود حسن صاحب مدظلہٗ دارالعلوم دیوبند)۔

فہرست عنوانات اضافہ شدہ مسائلِ اعتکاف

اعتکاف کے مستحبات

اعتکاف کے آداب اور مستحبات یہ ہیں، ان کا پورا اہتمام رکھیں تاکہ حقیقی برکات و ثمرات نصیب ہوں۔

(۱) اعتکاف میں نیکی کی اور اچھی باتیں کریں۔

(۲) رمضان المبارک کے آخری پورے عشرے کا اعتکاف کرنے کی کوشش کریں۔

(۳) حتی الامکان جامع مسجد میں اعتکاف کریں۔

(۴) اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات زیادہ سے زیادہ عبادتِ الٰہی میں صرف کریں، مثلاً نوافل پڑھیں، قرآنِ کریم کی تلاوت کریں علمِ دین کی صحیح اور مستند کتابوں کا مطالعہ کریں۔ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ، حضراتِ انبیاء علیہم السلام کے صحیح واقعات، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، ائمۂ عظام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ کے حالات و حکایات۔ ان کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کریں۔ مسائلِ شرعیہ کی کتابیں پڑھیں۔ مگر جو بات سمجھ میں نہ آئے خود اس کی تاویل یا مطلب نہ نکالیں، بلکہ کسی معتبر عالم سے اس کا مطلب سمجھیں۔

(۵) اذکارِ مسنونہ پڑھیں۔ جتنی تسبیح آسانی سے پڑھ سکیں سب بہتر ہیں تسبیحات یہ ہیں

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّد رَّسُوْلُ اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اور جو بھی استغفار یاد ہوں وہ پڑھیں مثلاً اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ، یا

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ یَا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ۔
اور جو بھی ذکر کریں توجہ اور دھیان سے کریں۔

(۶) درود شریف کثرت سے پڑھیں، سب سے بہتر درود وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔

(۷) صلوٰۃ التسبیح پڑھنے سے دس قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لہٰذا روزانہ پڑھیں۔

(۸) اشراق، چاشت، سنن زوال، اوّابین، اور تہجد کی نماز کا پورا اہتمام کریں، تحیۃ المسجد، اور تحیۃ الوضو بھی ترک نہ ہونے دیں۔

(۹) فجر سے اشراق تک اور عصر کے فرضوں سے فارغ ہو کر مغرب تک ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہیں۔

(۱۰) شب قدر کی پانچوں راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی کوشش کریں اور مناجات مقبول کی ایک منزل روزانہ پڑھ لیا کریں، اس میں قرآن وحدیث کی بہت اچھی دعائیں جمع کر دی گئیں ہیں۔

(۱۱) اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اگر پردہ ڈالنے سے ریاکاری، کبر وغیرہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو نہ ڈالیں اور اگر ان امور کا اندیشہ نہ ہو تو یکسوئی کے لئے پردہ ڈال لینا بہتر ہے، البتہ فرض نماز کی جماعت ہونے لگے اور پردہ پڑے رہنے سے جماعت میں خلا رہ جانے کا خطرہ ہو تو پردہ ہٹا دینا چاہیئے بلکہ بستر اور سامان بھی اٹھا لینا چاہیئے۔

(۱۲) جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول وفعل اور کسی بھی طرز عمل سے تکلیف پہونچانے سے سخت احتیاط کریں۔

(عالمگیری و فتح القدیر)

اعتکاف کے مُباحات

بعض باتیں اعتکاف کی حالت میں مُعتکِف کے لئے جائز اور مباح ہیں ۔

(۱) معتکف کو چاہیئے کہ مسجد میں کھائے پیئے، وہیں سوئے، لیٹے بیٹھے، آرام کرے معتکف کے لئے یہ سب باتیں مسجد میں درست ہیں ۔

(ردّ المحتار)

(۲) اپنے بال بچّوں کے متعلق یا خرید و فروخت کی باتیں کرنا بھی بقدرِ ضرورت جائز ہے ۔

(۳) معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے لیکن اتنا نہ ہو کہ دوکان ہی لگا لے یا نمازیوں کو جگہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے اور پڑھنے کے لئے دینی کتابیں بھی رکھ سکتا ہے ۔

(ردالمختار)

(۴) کھانے پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز خریدنی ہو تو اس چیز کو دیکھنے کیلئے مسجد میں منگا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آجائے ۔

(ردالمختار)

(۵) معتکف کو مختصر سا بستر، کھانا کھانے، پانی پینے، ہاتھ وغیرہ دھونے کے لئے برتن رکھنے کی اجازت ہے ۔

(ردالمختار)

(۶) معتکف اگر تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایت دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں بھی دریافت کر سکتا ہے کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو

بقدرِ ضرورت لین دین، سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے۔

(بدائع)

(۷) معتکف لباس تبدیل کر سکتا ہے، خوشبو استعمال کر سکتا ہے، سَر اور داڑھی میں تیل لگانا، کنگھی کرنا سب باتیں جائز ہیں۔

(بدائع)

(۸) حالتِ اعتکاف میں معتکف اپنا یا دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے، بیوی کو طلاقِ رجعی دے رکھی ہو تو زبانی اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

(بدائع)

(۹) مُعتکِف اپنا سر، داڑھی یا بدن کا کوئی حصہ دھونا چاہے یا کلّی کرے تو اس بات کا پورا خیال رکھے کہ مسجد بالوں اور مستعمل پانی سے بالکل ملوث نہ ہو، تیل سے مسجد کی دیواریں، صفیں، صحن بالکل خراب نہ ہوں ورنہ ممنوع ہوگا۔ (بدائع)

(۱۰) معتکف آرام کی غرض سے یا طبعی طور پر یا بلاضرورت کلام کرنے سے بچنے کے لئے خاموش رہے تو جائز بلکہ بہتر ہے۔

(۱۱) حالتِ اعتکاف میں دین کی باتیں کرنا باعثِ ثواب ہے اور ایسی باتیں کرنا جن میں گناہ نہ ہو مباح ہیں، بقدرِ ضرورت دنیوی باتیں کرنا بھی منع نہیں، لیکن بات کرنے کا مشغلہ نہ بنائیں۔

(حاشیہ شرنبلالی)

(۱۲) معتکف کو ناخون کترنے مونچھیں سنوارنے، خط یا حجامت بنانے کی رخصت ہے، لیکن مسجد میں ناخون یا پانی اور بال وغیرہ بالکل نہ گرنے پائیں۔

(فتح الباری)

تشریح :- یہ باتیں اس شخص کو پیش آتی ہیں جو مسلسل ایک ماہ یا زیادہ کا اعتکاف کر رہا ہو۔ ورنہ دس روزہ اعتکاف کرنے والے کو ان میں مشغول

ہونا اچھا نہیں یہ کام اعتکاف کے بعد بھی ہو سکتے ہیں ۔ بچوں کو مسجد میں بلا اُجرت قرآن کی اور دین کی تعلیم اعتکاف کی حالت میں درست ہے۔
(بحرالرائق)

مُعتکِف کے پاس عورتوں کا آنا

معتکف کے پاس حالتِ اعتکاف میں کوئی ضروری کام ہو تو بیوی یا محرمات میں سے مثلاً والدہ، بیٹی، بہن وغیرہ مسجد میں آسکتی ہیں، لیکن نماز کا وقت نہ ہو اور پردہ کے ساتھ آئیں (جیساکہ حدیث میں آیا ہے)
اگر بیوی یا محرمات میں سے کچھ مستورات آئیں اور کوئی دوسرا شخص دیکھ رہا ہو تو اسی وقت صفائی کر دینی چاہیئے کہ ان سے میرا یہ رشتہ ہے یا یہ میری بیوی ہے تاکہ دوسروں کو بدگمانی نہ ہو، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے۔

اعتکاف کے مکروہات

اعتکاف میں بعض باتیں مکروہ ہیں منع ہیں، اور بعض باتیں ناجائز اور حرام ہیں ان سب سے بچنے کا پورا خیال رکھیں۔

- اعتکاف کی حالت میں معتکف کو جان بوجھ کر یا بھول کر رات میں یا دن میں مسجد میں، یا گھر میں بیوی سے صحبت کرنا، بوس وکنار کرنا یا شہوت سے اس کے بدن کو چھونا سب حرام ہیں۔

نوٹ :- امور بالا سے اعتکاف ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے مسائل مفسدِ اعتکاف میں ذکر کریں گے جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔

- بعض باتیں ہر حال میں حرام ہیں، لیکن حالتِ اعتکاف میں اور بھی سختی آ

مثلاً غیبت کرنا، چغلی کرنا، لڑنا اور لڑانا، جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسمیں کھانا، بہتان لگانا، کسی مسلمان کو ناحق ایذا پہونچانا، کسی کے عیب تلاش کرنا، کسی کو رسوا کرنا، تکبر اور غرور کی باتیں کرنا، ریاکاری وغیرہ کرنا ان سے اور اس قسم کی تمام باتوں سے خوب احتیاط رکھیں،

(شامی)

- جو باتیں مباح ہوں جن کے ذکر کرنے میں نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے، بوقتِ ضرورت کرنے کی اجازت ہے، بلا ضرورت مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

(درّ مختار)

- معتکف کو بلا ضرورت کسی شخص کو مباح باتیں کرنے کے لئے بلانا اور باتیں کرنا مکروہ ہے اور خاص اس غرض سے محفل جمانا ناجائز ہے۔"

معتکف کا اخبارات پڑھنا

معتکف کو اعتکاف کی حالت میں ایسی کتابیں اور رسالے جن میں بیکار جھوٹے قصے کہانیاں ہوں دہریت کے مضامین ہوں، اسلام کے خلاف تحریرات ہوں، فحش لٹریچر ہو، اسی طرح اخبارات پڑھنا، سُننا، نیز اخبارات عموماً تصویروں سے خالی نہیں ہوتے اور فوٹوؤں کو مسجد میں لانا جائز نہیں ہے، اس لئے ان سب باتوں سے معتکف کو بچنا چاہیئے، اور جس مقصد کے لئے اعتکاف کیا ہے اس میں لگنا چاہیئے۔

(اعتکاف کے فضائل و مسائل)

- معتکف کو بالکل خاموشی اختیار کرنا اور اسے عبادت سمجھنا مکروہِ تحریمی ہے اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں۔ (بحر الرائق)

- تجارتی یا غیر تجارتی سامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا ناجائز ہے۔ اور بلاضرورتِ شدیدہ خرید و فروخت کی باتیں کرنا بھی مکروہ ہے۔ (دُرِّ مختار ، بحر)
- معتکف کو حالتِ اعتکاف میں مسجد کے اندر اُجرت لیکر کوئی کام کرنا جائز نہیں خواہ مذہبی تعلیم دینا ہو یا دین و دنیا کا کوئی اور کام۔ (اشباہ شامی)

اعتکاف کو فاسد کرنے والی چیزیں

بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے کرنے سے واجب اور مسنون اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے، اب ان کا ذکر کیا جاتا ہے، یاد رہے کہ یہ حکم نفلی اعتکاف کا نہیں ہے اس کا حکم نفلی اعتکاف کے بیان میں آئے گا۔

مسئلہ : معتکف کو بلاضرورتِ شرعیہ و طبعیہ اپنی اعتکاف والی مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں نہ رات میں نہ دن میں ہر وقت اعتکاف گاہ میں رہے (عالمگیری)

مسئلہ : معتکف ایک منٹ کے لئے بھی بلاضرورتِ شرعیہ و طبعیہ اعتکاف گاہ سے (یعنی مسجد سے) باہر نکل جائے تو حضرت امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک، اس کا اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ : بلاضرورتِ شرعیہ و طبعیہ خواہ جان کر نکلے یا بھول کر ہر حال میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ : معتکف کے متعلقین میں سے کوئی سخت بیمار ہوجائے یا کسی کی وفات ہوجائے تو معتکف کے چلے جانے سے اعتکاف قائم نہ رہے گا، لیکن ایسی حالت میں چلے جانے سے گناہ نہیں ہوگا، بلکہ مریض کا سوائے اس

معتکف کے کوئی دوسرا تیمار دار نہیں، مریض کو بہت تکلیف ہے جان کا خطرہ ہو جائے تو معتکف کو چلے ہی جانا چاہیئے بعد میں اس کی قضاء کرلے، اسی طرح مثلاً میت ہوگئی اور غسل، کفن اور دفن کرنے والا اور کوئی نہیں ہے تب بھی اعتکاف میں سے اُٹھ کر چلے جانا چاہیئے پھر بعد میں قضاء کرلے،

(بحر الرائق)

مسئلہ :۔ معتکف میّت کو نہلانے، کفن تیار کرنے، نمازِ جنازہ پڑھنے یا پڑھانے کے لئے یا میت کو کندھا دینے کے لئے یا دفن میں شریک ہونے کے لئے باہر چلا جائے گا تو اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ بلا ضرورتِ شدیدہ اعتکاف نہ توڑے، ہاں معتکف کے بغیر کوئی انتظام نہ ہو سکے تو بے شک چلا جائے اور بعد میں قضاء کرلے۔

(عالمگیری)

مسئلہ :۔ شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر گیا تھا راستہ میں قرض خواہ یا کسی اور صاحب حق نے اس کو روک لیا اور معتکف بھی رک کر کھڑا ہو گیا تو حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک اس کا اعتکاف فاسد ہو گیا، اس لئے معتکف کو چاہیئے کہ رک کر کھڑا نہ ہو بلکہ چلتے چلتے اس کو جواب دیدے یا مسجد میں آنے کے لئے کہدے، ایک منٹ کے لئے بھی کھڑا ہو گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری)

مسئلہ :۔ معتکف خود سخت بیمار ہو جائے جس سے مسجد میں ٹھہرنا مشکل ہو تو معتکف گھر جا سکتا ہے۔ اس کے چلے جانے سے اعتکاف تو ٹوٹ جائے گا۔ لیکن گنہگار نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ :۔ معتکف کو اپنی جان و مال کا قوی خطرہ ہو جائے جس کے دفع کرنے پر بحالتِ اعتکاف قادر نہ ہو اس صورت میں گھر چلا جائے گناہ گار نہ ہوگا۔

لیکن اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ: کسی حاکم یا غیر حاکم نے زبردستی معتکف کو باہر نکال دیا مثلاً سرکاری وارنٹ آگیا یا زبردستی قرض خواہ باہر کھینچ کر لے گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا لیکن معتکف گناہ گار نہ ہوگا۔ (قاضی خاں)

مسئلہ: مسجد گرنے لگے اور معتکف کے دب جانے کا خطرہ ہو یا کوئی بچہ یا آدمی پانی کے کنوئیں میں گر گیا اور ڈوب رہا ہو یا آگ میں گر پڑے یا گرنے کا خطرہ ہو تو معتکف کو مسجد سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے واجب ہے لیکن اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

(علم الفقہ)

ایک ہدایت

مذکورہ مسائل میں معتکف کو مسجد سے باہر نکلنے کے لئے پہلے اپنے مخلص اور اور تجربہ کار احباب سے مشورہ کرنا چاہیئے اگر کوئی تدبیر ایسی ہو سکتی ہے کہ خود نکلے بغیر کام ہو جائے تو خود نہ نکلے اور معمولی خطرے سے گھبرا کر فوراً نکل آنا درست نہیں اگر حقیقت میں کوئی ناقابلِ برداشت یا شدید خطرہ ہو جائے تو اعتکاف توڑ دینا چاہیئے۔

مسئلہ: معتکف بھول گیا اس کو خیال ہی نہیں رہا کہ میں اعتکاف میں ہوں اور مسجد سے باہر آگیا خواہ فوراً اعتکاف یاد آگیا یا کچھ دیر کے بعد اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ گناہ گار نہ ہوگا۔ (قاضی خاں)

مسئلہ: حالتِ اعتکاف میں ہم بستری کر لینے سے دن میں یا رات میں، بھول کر یا جان کر، خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائیگا

(قاضی خاں)

مسئلہ: معتکف نے شرم گاہ کے علاوہ بیوی کے کسی دوسرے حصہ

ساتھ مباشرت کی یا بوس وکنار کیا تو اگر انزال ہوجائے تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا ورنہ نہیں ، (قاضی خاں)

مسئلہ :۔ معتکف نے کسی اجنبی عورت یا مرد پر نظر بد ڈالی یا غلط خیالات میں منہمک ہوگیا تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا، خواہ انزال ہوا یا نہ ہو، (قاضی خاں) ویسے یہ تمام کام حرام ہیں معتکف کو ان سے سخت اجتناب کرنا لازم ہے۔

مسئلہ :۔ معتکف کسی سے لڑ جھگڑ پڑے اور خدا نہ کرے گالیاں بھی دینے لگے تو اس سے اعتکاف تو فاسد نہیں ہوگا لیکن گناہ گار ہوجائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

مسئلہ :۔ معتکف مسجد میں رہتے ہوئے ، مسجد سے صرف سر یا ہاتھ باہر نکال دے تو اس سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ (قاضی خاں)

مسئلہ :۔ معتکف تھوکنے کے لئے ، ناک صاف کرنے ، کھانا کھانے سے پہلے یا بعد میں ہاتھ دھونے ، کلّی کرنے کے لئے مسجد سے باہر نہ جائے

وضو کرنے کی جگہ مسجد سے باہر ہوتی ہے وہاں بھی نہ جائے مسجد میں ہی انتظام ہوسکتا ہے، اُگال دان یا کسی برتن میں تھوڑی سی راکھ یا مٹی ڈال کر رکھ لے اس میں تھوکے ناک صاف کرے ، اور سلفچی یا کسی برتن میں ہاتھ دھولیا کرے یا وضو کی نالی میں اس طرح کھڑا ہوجائے کہ قدم صحنِ مسجد میں رہیں اور ناک یا تھوک وغیرہ نالی میں گرے کیوں کہ مسجد میں رہتے ہوئے سر اور ہاتھوں کو باہر کرسکتا ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ :۔ معتکف ، گرمی سے بچنے کے لئے یا سردیوں میں دھوپ لینے کے لئے مسجد کی حد سے باہر چلا جائے تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔ (بحرالرائق)

مسئلہ :- معتکف کو کھانے منگانے کا انتظام کرلینا چاہیئے خواہ گھر سے کوئی لے آئے یا ہوٹل والے سے کہدے ، اس کا ملازم وقت پر پہنچادیا کرے ، جب انتظام ہوجائے تو معتکف کو خود کھانا لینے کے لئے مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ۔

اگر چلا جائے گا تو اعتکاف فاسد ہوجائے گا۔

(بحرالرائق)

مسئلہ :- معتکف کو باوجود کوشش کے کھانا لانے کا کوئی انتظام نہیں ہوسکا تو خود ہی گھر سے یا ہوٹل سے یا تندور سے لے آنا درست ہے ، لیکن بلاضرورت وہاں نہ ٹھہرے کم از کم اتنا تو کہہ سکتا ہے کہ فلاں وقت کھانا لینے آیا کروں گا ، تاکہ دوکاندار خیال رکھے اور اس کو سب سے پہلے فارغ کردے ، اور یہ کھانا لانا غروبِ آفتاب کے وقت ٹھیک ہے غروب سے پہلے ہرگز نہ جائے کیوں کہ غروبِ آفتاب سے پہلے ضرورت ثابت نہیں ہوتی اس کے بعد سحری کے آخری وقت تک جانے کا اختیار ہے بعد میں نہیں ہے اور کھانا مسجد میں کھانا چاہیئے ۔

(بحرالرائق)

مسئلہ :- کوئی شخص معتکف کا کھانا لا سکتا ہے لیکن نخرے بہت کرتا ہے تو ایسی صورت میں معتکف خود جاکر کھانا لا سکتا ہے اسی طرح کھانا لانے کی اُجرت بہت زیادہ مانگے تب بھی خود لے آنا جائز ہے ۔

(روح البجوار)

مسئلہ :- معتکف کو بہت سخت پیاس لگ رہی ہے مسجد میں پانی نہیں ہے نہ کوئی لاکر دینے والا ہے تو خود مسجد سے باہر جہاں پانی جلدی مل سکتا ہے جاکر لا سکتا ہے ، اگر پانی کا برتن نہ ہو تو ایسی جگہ پانی پی کر بھی آسکتا ہے ۔ گرمیوں کے موسم میں کبھی سحری کے وقت ایسی صورت معتکف کو پیش

آجاتی ہے۔ (بحرالرائق)

مسئلہ:۔ معتکف دن میں قصداً روزہ توڑ دے تو روزہ فاسد ہونے کے ساتھ ساتھ اعتکاف بھی فاسد ہوجاتا ہے اور روزے میں بھول کر کھانے سے چوں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا تو اعتکاف بھی نہ ٹوٹے گا۔

(بحرالرائق)

مسئلہ:۔ معتکف دوا لینے کے لئے باہر جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ دوا کسی دوسرے آدمی سے منگوانی چاہیئے ڈاکٹر کو دکھانا ہو تو مسجد میں بلالے (اعتکاف کے فضائل ومسائل)

مسئلہ:۔ معتکف کو احتلام ہوجائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا خواہ کتنی بار ہو۔ دن کو ہو یا رات کو۔ (عالمگیر)

مسئلہ:۔ معتکف کسی کی کوئی چیز چرالے یا مالک کی اجازت کے بغیر کوئی چیز کھا پی جائے تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا البتہ گناہ ہوگا۔

(عالمگیری)

مسئلہ:۔ معتکف بے ہوش ہوجائے یا دیوانہ، پاگل ہوجائے یا جن بھوت کے اثرات سے بے عقل ہوجائے اور ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہی تو ایک دن کا درمیان میں وقفہ ہوگیا اور تسلسل باقی نہ رہا اس لئے اعتکاف فاسد ہوجائے گا اور اگر ایک رات دن گزرنے سے پہلے ہی ہوش میں آگیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(عالمگیری)

معتکف کو پیش آنے والی حاجتیں

فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالےٰ اجمعین نے معتکف کو جتنی حاجتیں اور ضرورتیں

اعتکاف گاہ سے نکلنے کے لئے پیش آتی ہیں ان کو تین قسموں میں بیان کیا ہے۔

(۱) حاجتِ شرعیہ (۲) حاجتِ طبعیہ (۳) حاجتِ ضروریہ

اب ان تینوں قسموں کے احکام ومسائل علیحدہ علیحدہ پیشِ خدمت ہیں۔

اعتکاف میں حاجتِ شرعیہ کے مسائل

حاجتِ شرعیہ کی تعریف:۔ جن امور کی ادائے گی شرعاً فرض وواجب ہو اور اعتکاف گاہ میں معتکف انھیں ادانہ کرسکے ان کو حاجتِ شرعیہ کہتے ہیں۔ مثلاً جمعہ کی نماز اور عیدین وغیرہ کی نماز۔ (بحر الرائق)

مسئلہ:۔ معتکف کی مسجد میں جمعہ کی نماز نہ ہوتی ہو تو اس کو جامع مسجد میں اتنی دیر پہلے جانا چاہیئے کہ خطبہ شروع ہونے سے پہلے وہاں دو رکعت نفل تحیۃ المسجد اور چار سنتیں اطمینان سے پڑھ لے اور اس کا اندازہ خود معتکف پر چھوڑ دیا گیا ہے، اندازے میں کچھ کمی وبیشی ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر جمعہ کے فرضوں کے بعد چھ رکعت سنتیں اور نفل پڑھ کر اپنی اعتکاف والی مسجد آجانا چاہیئے۔

(دُرِّ مختار)

مسئلہ:۔ جمعہ کی سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد جامع مسجد میں اگر کچھ زیادہ دیر ٹھہر جائے تو جائز ہے، لیکن مکروہ تنزیہی ہے، کیوں کہ جس مسجد میں اعتکاف کا التزام کیا ہے اس کی ایک طرح مخالفت ہے۔

(درِ مختار)

مسئلہ:۔ معتکف، جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لئے جائے اور وہیں ایک رات دن یا اس سے کم وبیش ٹھہرا رہے یا بقیہ اعتکاف وہیں پورا کرنے لگے

تب بھی جائز تو ہے یعنی اعتکاف نہ ٹوٹے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(بدائع)

مسئلہ:۔ معتکف کو اپنی مسجد میں کسی وجہ سے جماعت نہ مل سکی مثلاً پیشاب یا پاخانہ چلا گیا تھا۔ مسجد میں آیا تو معلوم ہوا کہ جماعت ختم ہوگئی ہے تو اب دوسری مسجد میں جماعت کی خاطر باہر چلے جانا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ معتکف اگر کسی طبعی ضرورت سے یعنی پیشاب یا پاخانہ کے لئے باہر چلا جائے اور اس کو یہ اندازہ ہو جائے کہ مجھے اپنی اعتکاف والی مسجد میں جماعت نہیں ملے گی اور راستے میں کوئی مسجد ہے جس میں جماعت ہو رہی ہو یا تیار ہے تو ایسی صورت میں راستہ کی مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اور فارغ ہوتے ہی چلے آنا جائز ہے۔

(ردالمحتار)

ایک قاعدہ

معتکف کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے مسجد سے باہر چلا جائے پھر جاتے ہوئے یا آتے ہوئے کوئی عبادت ادا کرے تو یہ جائز ہے۔ مثلاً راستہ میں کوئی بیمار مل گیا اس کی بیمار پرسی کرلی یا نمازِ جنازہ تیار تھی اس میں شامل ہوگیا تو کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ امورِ عبادت ہیں۔ لیکن خاص ان کاموں ہی کے لئے مثلاً عیادت نمازِ جنازہ انہی کی نیت سے مسجد سے باہر آجانا جائز نہیں ہے ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے۔ خوب سمجھ لیں۔ ان ہی کاموں کے لئے مسجد سے باہر آنا تو ناجائز ہے، لیکن شرعی یا طبعی حاجت کے لئے باہر آئے پھر اتفاق سے یہ امور پیش آجائیں تو ان کو کرنا درست ہے۔

(ردالمحتار)

مسئلہ :- عیدین کے روز اعتکاف کرنا گناہ ہے لیکن اگر کوئی شخص اعتکاف کر ہی لے تو اس کو نمازِ عید کے لئے، جمعہ کی نماز کی طرح چلے جانا چاہیئے اور عید کی نماز سے فارغ ہو کر فوراً اعتکاف گاہ میں آجانا چاہیئے۔ عید کی نماز کے لئے جانا حاجتِ شرعیہ میں داخل ہے۔

(درِ مختار)

معتکف کے لئے اذان کے مسائل

مسئلہ اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ اور محراب وغیرہ مسجد کے اندر ہیں تو معتکف مؤذن کو خواہ اذان کے لئے مقرر کیا ہوا ہو یا نہ مقرر کیا ہو اذان دینے کے لئے اسی جگہ جانا بلاشبہ جائز ہے، اور اذان کے علاوہ کسی اور غرض سے اس جگہ جانا مثلاً کھانے، پینے، لیٹنے، کے لئے بھی درست ہے

(بدائع)

مسئلہ :- اذان دینے کی جگہ مثلاً منارہ، حجرہ یا محراب کی بغل میں کوئی جگہ مقرر ہے جو مسجد سے خارج ہے مگر اس کا دروازہ مسجد کے اندر سے ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن دونوں کو اس جگہ اذان کے لئے جانا یا کسی اور غرض سے جانا سب جائز ہے۔ (شامی)

مسئلہ :- اذان دینے کی جگہ جیسے منارہ یا حجرہ وغیرہ اگر مسجد سے خارج ہے اور ان میں جانے کا دروازہ (راستہ) بھی مسجد سے خارج ہے تو معتکف مؤذن اور غیر مؤذن اس جگہ صرف اذان دینے کے لئے جا سکتے ہیں، اذان کے علاوہ کسی اور غرضی مثلاً کھانا کھانے، لیٹنے، بیٹھنے، اور ہوا خوری کے لئے مؤذن اور غیر مؤذن دونوں کا اعتکاف کی حالت میں اس جگہ جانا جائز نہیں ہے، اور معتکف مؤذن کو بھی اذان دے کر فوراً واپس آجانا

چاہئے۔ (شامی)

مسئلہ :۔ اوپر منارہ وغیرہ میں جانے کے لئے جو مسائل لکھے گئے ہیں ان میں جو حکم بیان کیا گیا ہے وہ اعتکافِ مسنون اور اعتکافِ واجب کے لئے ہے۔ نفلی اعتکاف والا ان جگہوں پر ہر وقت جا سکتا ہے۔

(عالمگیری)

اعتکاف میں حاجتِ طبعیہ کے مسائل

حاجتِ طبعیہ کی تعریف :۔

ایسے امور جن کے کرنے کے لئے انسان مجبور ہے اور وہ مسجد میں نہیں ہو سکتے ان کو حاجتِ طبعیہ کہتے ہیں، جیسے پیشاب، پاخانہ، استنجا، غسلِ جنابت وغیرہ

مسئلہ :۔ طبعی ضرورت کے لئے جب معتکف مسجد سے باہر چلا جائے تو حتی الامکان ایسی جگہ رفعِ حاجت کرے جو قریب ہو مثلاً معتکف کا گھر دور ہے اور کسی بے تکلف دوست کا قریب ہے یا خود معتکف کے دو گھر ہیں ایک قریب اور دوسرا دور، یا مسجد کے قریب سرکاری بیت الخلاء (فلیش وغیرہ) ہے یا مسجد کے قریب بیت الخلاء بنا ہوا ہے تو ان میں جو بیت الخلاء بھی مسجد سے قریب ہو اس میں رفعِ حاجت کرنی ہو گی، البتہ قریب والی جگہ سے طبیعت مانوس نہ ہو جس کی وجہ سے رفعِ حاجت پوری نہ ہوتی ہو، خواہ بتقاضائے طبیعت یا دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہو، پردہ کرانا پڑتا ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو دور جگہ جہاں یہ دشواری نہ ہو چلے جانا جائز ہے۔

(شامی)

مسئلہ :۔ معتکف کو حاجتِ طبعیہ سے فارغ ہوتے ہی مسجد میں آجانا چاہئے

بلاوجہ گھر میں رہنا جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ :۔ معتکف کی ریح خارج ہونے لگے اگر ممکن ہوسکے تو اس کو مسجد سے باہر جاکر خارج کرے اگر بلا اختیار مسجد ہی میں خارج ہوجائے تو بھی مضائقہ نہیں، معذور ہے۔

(امداد الفتاویٰ)

مسئلہ :۔ معتکف جب حاجتِ شرعیہ اور حاجتِ طبعیہ کے لئے جائے تو اپنی عادت کے مطابق چال سے چلے، جلدی چلنا ضروری نہیں، بلکہ ذرا ہلکی آہستہ چال سے چلنا اس کے لئے بہتر ہے تاکہ چلتے ہوئے سلام کرنے اور جواب دینے میں آسانی ہو۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ جس کو اس کا معتکف ہونا معلوم نہیں وہ اُسے رُکانا چاہتا ہے، یا خود اس کو جواب دینا ہوتا ہے تو ایسی صورت میں ٹھیرے بغیر یہ سب کام ہوسکتے ہیں۔ تیز چال میں ٹھہر جانے یا کسی کے روک لینے کا اندیشہ ہے اور ایک منٹ بھی ٹھہر جائے تو اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اس لئے ہلکی چال بہتر ہے ورنہ یوں ہر چال چلنا جائز ہے۔ (بدائع)

مسئلہ :۔ وضو کرنے کی ایک جگہ قریب ہے اور دوسری جگہ ذرا دور ہے تو قریب والی جگہ بہتر ہے اگر کوئی دشواری ہو تو دور بھی جاسکتا ہے۔ اسی طرح پیشاب خانے، استنجا خانے، اور غسل خانے کا حکم ہے کہ جب تک قریب ترین جگہ سے ضرورت پوری ہوتی ہو تو بلا ضرورت دور نہ جائے۔

(شامی)

اعتکاف میں فوری حاجت پیش آنیکا بیان

حاجتِ ضروریہ کی تعریف :۔

معتکف کو اچانک کوئی ایسی شدید ضرورت پیش آجائے جس کی وجہ سے اُسے

اعتکاف گاہ چھوڑنا پڑجائے تو ایسی باتوں کو حاجتِ ضروریہ کہتے ہیں۔

(مراقی الفلاح)

مثلاً مسجد گرنے لگے اور معتکف کو دب جانے کا خطرہ ہوجائے یا ظالم حاکم گرفتار کرنے آجائے یا ایسی شہادت دینا ضروری ہوگیا جو شرعاً معتکف کے ذمے واجب ہے، کہ مدعی کا حق اس کی شہادت پر موقوف ہے دوسرا کوئی گواہ نہیں ہے اگر معتکف گواہی نہ دے تو مدعی کا حق فوت ہوجائے گا، یا کوئی آدمی یا بچہ پانی میں ڈوب رہا ہے یا آگ میں گر پڑا ہے یا خطرہ ہے یا سخت بیمار ہوگیا ہے یا گھر والوں میں سے کسی کی جان مال، آبرو کا خطرہ ہے یا سخت بیمار ہوگیا یا جنازہ آگیا اور جنازہ کی کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ہے یا جہاد کا حکم ہوگیا اور جہاد میں شریک ہونا فرضِ عین ہوگیا یا کسی نئے ذبردستی ہاتھ پکڑ کر کھڑا کردیا، یا جماعت کے نمازی سب چلے گئے اب مسجد میں جماعت کا انتظام نہ رہا اس قسم کی سب حاجتیں، حاجاتِ ضروریہ کہلاتی ہیں، اکثر صورتوں میں اعتکاف ترک کرنا فرض اور واجب ہوجاتا ہے، اور اعتکاف چھوڑنے کا گناہ بھی نہیں ہوتا؛ رہا اعتکاف چھوڑ دینے سے اعتکاف فاسد ہوجانا تو اس کا حکم اعتکاف کو فاسد کرنی والی چیزوں میں گزر چکا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اعتکاف گاہ کے مسائل

مندرجہ ذیل مسائل صرف مردوں کے لئے ہیں، عورتوں کے جو مخصوص مسائل ہیں وہ علماء سے دریافت کرلیں۔

معتکف کو اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ وہ اعتکاف کی تین قسموں (واجب، مسنون، مستحب) میں سے کونسا اعتکاف کرنا چاہتا ہے اور

جس مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے وہ اس مسجد میں درست ہوتا ہے یا نہیں۔

مسئلہ :۔ مسنون اور واجب اعتکاف کے لئے اسی مسجد میں ہونا ضروری ہے۔ جس میں پانچوں وقت باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے۔

(بدائع)

مسئلہ :۔ جس مسجد میں تین یا چار وقتوں کی باقاعدہ جماعت ہوتی ہے کسی ایک وقت کی جماعت نہیں ہوتی تو اسی مسجد میں واجب اور مسنون اعتکاف درست نہیں ہوگا۔ صرف نفلی اعتکاف ہو سکتا ہے۔

(بدائع)

مسئلہ :۔ مرد کے لئے ہر قسم کے اعتکاف کے لئے مسجد کا ہونا ضروری ہے۔ اگر مرد گھر میں اعتکاف کرے گا تو اس کا اعتکاف درست نہ ہوگا۔

(بدائع)

معتکف کے لئے مسجد کی حدود

مسئلہ :۔ مسجد کی چھت، مسجد کے حکم میں آتی ہے اس لئے معتکف مسجد کی چھت پر آجا سکتا ہے، بشرطیکہ چھت کا زینہ مسجد کے اندر ہو اگر زینہ مسجد کے باہر ہو تو پھر زینہ پر جانا جائز نہیں البتہ اعتکاف میں بیٹھتے وقت یہ نیت کر لی کہ اس زینے کے ذریعے مسجد کی چھت پر جاؤں گا تو پھر معتکف کو اس زینے کے ذریعے مسجد کی چھت پر جانا جائز ہے پھر اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(بحر الرائق)

مسئلہ :۔ مسجد کا تمام احاطہ عرفاً مسجد ہی کہلاتا ہے، لیکن اعتکاف کے بیان میں جہاں مسجد کا لفظ آتا ہے اُس سے مراد وہی جگہ ہوتی ہے جہاں تک سجدہ کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے مقرر کی گئی ہے یعنی مسجد کا اندرونی

حصہ برآمدہ اور صحن، اس کو یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ مسجد میں جس جگہ آپ وضو نہیں کر سکتے جنابت کی حالت میں وہاں نہیں جا سکتے وہ جگہ مراد ہے، عموماً جہاں تک مسجد کا صحن کہلاتا ہے وہاں تک مسجد کی حد ہوا کرتی ہے۔ (بحرالرائق)

معتکف کو مسجد کے ان مقامات پر جانا جائز نہیں

مسئلہ :- صحنِ مسجد کے علاوہ جتنی جگہ مسجد کی دوسری ضرورتوں کے لئے مقرر ہو مثلاً وضو کرنے کی جگہ وضو کی ٹونٹیاں، نالیاں، وضو کے لئے بیٹھنے کی جگہ غسل خانے، امام و مؤذن کا کمرہ، جنازہ گاہ، دالان وغیرہ کا صدر دروازہ یا کوئی دوسرا دروازہ جہاں تک جوتے پہنے ہوئے آجاتے ہیں۔ اور ان سب کی چھتیں، کوئی افتادہ پلاٹ اسی قسم کی وہ تمام جگہ جو مسجد کے کسی ضرورت و مصلحت کے لئے یا نمازیوں کے آرام کے لئے بنائی گئی ہو اگرچہ یہ مسجد کے احاطہ کے اندر ہی ہوں۔ لیکن معتکف کے لئے یہ مسجد کے حکم میں نہیں ہیں، ان سب جگہوں پر معتکف کو جانا جائز نہیں، مگر یہ کہ وہاں شریعت نے ضرورتاً جانے کی اجازت دی ہو جیسے وضو کرنا، پیشاب پاخانہ کرنا، غسل جنابت کے لئے جانا یہ سب بقدرِ ضرورت جائز ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ :- مسجد کے صحن میں حوض بنا ہوتا ہے وہاں بھی وضو کرنے تو جا سکتا ہے، لیکن کسی دوسرے کام مثلاً کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلی کرنے کے لئے کھانے کے برتن دھونے کے لئے جانا جائز نہیں،

یہی حکم ہر وضو کی جگہ ہے۔ (جامع الرموز)

مسئلہ:۔ عیدگاہ اور جنازہ گاہ میں اعتکاف کرنا درست نہیں۔ (جامع الرموز)

اہم ہدایت

معتکف کو جن مقامات پر جانا شرعی اور طبعی ضرورت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ ان مقامات کو بار بار پوری توجہ سے پڑھیں اکثر و بیشتر معتکف حضرات بے دھیانی یا مسائل سے لاعلمی کی بنا پر، کبھی ہاتھ دھونے، کبھی کلی کرنے، کبھی ناک صاف کرنے، کبھی برتن دھونے اور اسی طرح دوسرے متفرق کاموں کے لئے چلے جاتے ہیں، جس سے ان کا اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، اور انھیں اس کا علم بھی نہیں ہوتا یاد رکھئے کہ شرعی اور طبعی حاجت کے بغیر مذکورہ بالا مقامات پر چلے جانے سے (خواہ ایک منٹ ہی کے لئے سہی) اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

مسجد کی دیواروں کا حکم

مسئلہ:۔ مسجد کی وہ دیواریں جن پر مسجد کی عمارت قائم ہے مسجد ہی کے حکم میں ہوتی ہیں، لہٰذا اس دیوار میں کوئی محراب، طاقچہ، الماری یا کھڑکیاں بنی ہوئی ہوں یا لاؤڈ سپیکر لگا ہوا ہو تو ان مقامات پر معتکف آجا سکتا ہے۔

(بحر الرائق)

مسئلہ:۔ مسجد کی جو دیوار الگ بنی ہوئی ہو یا اس کے متعلق شبہ ہو کہ پتہ نہیں کہ بانی مسجد نے اس کو مسجد میں شامل کیا ہے یا نہیں، یا دیوار

تو نہ ہو بلکہ کوئی ایسی جگہ ہو جس کے متعلق شبہ ہو کہ معلوم نہیں یہ مسجد میں شامل ہے یا نہیں، تو جب تک تحقیق نہ کرلے کہ یہ مسجد میں شامل ہے۔ اس وقت تک وہاں جانا جائز نہیں ۔

(امداد الفتاوی)

معتکف کے لئے کئی منزلہ مسجد کا حکم

مسئلہ :۔ جو مسجد کئی منزلہ ہو تو اس کی ہر منزل میں اعتکاف ہو سکتا ہے، اور کسی ایک منزل میں اعتکاف کی غرض سے بیٹھ جانے کے بعد اس کی دوسری منزل پر بھی معتکف جا سکتا ہے، بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ مسجد کے اندر ہی ہو، حدود مسجد سے باہر نہ ہو، اگر مسجد کی حدود سے دو چار سیڑھیاں بھی باہر ہو جاتی ہوں تو بھی جائز نہیں ہے، ہاں اگر زینہ مسجد سے باہر ہو کر جاتا ہو اور اوپر جانا ضروری ہو تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے کے وقت جب اعتکاف کی نیت کرے اسی وقت نیت میں یہ شرط لگالے کہ میں فلاں زینہ سے اوپر جایا کروں گا تو یہ شرط کر لینے سے زینہ سے اوپر جانا جائز ہو جائے گا، اسی شرط لگانے کو استثنا کرنا بھی کہتے ہیں،

(شامی)

مسئلہ :۔ حاجت شرعیہ مثلاً جمعہ کی نماز کے لئے جانا، حاجتِ طبعیہ (پیشاب پاخانہ اور غسلِ جنابت) کے لئے جانا یہ خود بخود مستثنیٰ ہوتے ہیں ان کو مستثنیٰ کرنے کی نیت کرنا ضروری نہیں یعنی یہ ضرورت نہیں کہ اعتکاف کرتے وقت نیت میں یہ بھی شرط لگالی جائے کہ میں جمعہ یا پیشاب پاخانے کے لئے جایا کروں گا، ان کی شریعت نے خود ہی اجازت دے دی ہے۔

اس لئے خود بخود مستثنیٰ ہو جاتے ہیں۔

(شامی وجامع الرموز)

معتکف کو احتلام ہو جانے کا حکم

معتکف کو دن یا رات میں احتلام ہو جائے تو اس سے اعتکاف میں کوئی فرق نہیں آتا معتکف کو چاہیئے کہ آنکھ کھلتے ہی تیمم کرے جس کے لئے یا تو پہلے ہی سے ایک کچی یا پکی اینٹ رکھ لی جائے ورنہ بوجہ مجبوری مسجد کے صحن یا دیوار پر تیمم کرے پھر غسل کا انتظام کرے۔ (بدائع)

غسل کا انتظام خود بھی کر سکتا ہے دوسرا کوئی کر دے یہ بھی جائز ہے، مثلاً پانی کا بھرنا، پانی ڈالنے کے لئے لوٹا یا کوئی برتن لانا اگر دوسرا کوئی انتظام کر رہا تو اتنی دیر معتکف تیمم کے ساتھ مسجد میں رہے، پھر نہا کر کپڑے پہن کر مسجد میں آجائے۔

مسئلہ:۔ سردیوں میں احتلام ہو جائے اور ٹھنڈے پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو تو معتکف تیمم کر کے مسجد میں رہے اور اپنے گھر اطلاع کر دے تاکہ گرم پانی ہو جائے۔ اگر قرب وجوار میں کوئی گرم حمام ہو تو قریب والی دکان پر غسل کر کے آسکتا ہے۔ اگر ہو سکے تو حمام والے کو اپنے آنے کی اطلاع کر دے اور غسل کر کے فوراً چلا آئے۔

(شامی)

ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا

مسئلہ:۔ گرمی کی وجہ سے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنے کے واسطے

مسجد سے باہر جانا جائز نہیں (امداد الفتاوی) اگر معتکف چلا گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ :- غسلِ جمعہ کرنے کے لئے بھی معتکف کو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے البتہ جمعہ سے قبل ضرورتِ شرعیہ و طبعیہ مثلاً جمعہ پڑھنے یا پیشاب پاخانے کے لئے باہر گیا تو واپسی میں غسلِ جمعہ کر سکتا ہے جلدی غسل سے فارغ ہو کر مسجد میں آجائے۔ کیونکہ غسلِ جمعہ مسنون اور عبادت ہے اور ایسی صورت میں ہر عبادت ادا کی جا سکتی ہے۔

(امداد الفتاوی)

معتکف کے وضو کرنے کا حکم

مسئلہ :- معتکف کو ہر نماز کے لئے خواہ فرض ہو یا واجب یا سنت ہو یا نفل نیز تلاوتِ قرآن یا سجدۂ تلاوت کرنا ہو یا قضاء نماز ادا کرنی ہو، ان سب کے لئے جس وقت چاہے وضو کرنے کے واسطے باہر جانا جائز ہے کیوں کہ ان سب کے لئے وضو کرنا شرط ہے البتہ جس وقت وضو کرنا شرط نہ ہو بلکہ مستحب ہو، جیسے وضو پر وضو کرنا، یا ذکرِ الٰہی کرنا ہو تو وضو کرنے کے لئے باہر نہ جائے باہر سے مراد وہ جگہ بھی ہے جہاں مسجد میں وضو کیا کرتے ہیں۔ (بحر الرائق)

مسئلہ :- معتکف کا بدن یا کپڑے ناپاک ہو جائیں تو خود بھی مسجد سے باہر جا کر دھو سکتا ہے کیوں کہ ناپاکی اور ناپاک چیز سے مسجد کو بچانا واجب ہے۔

(شامی)

مسئلہ مسجد میں وضو کا پانی ختم ہو گیا ہو تو جہاں سے جلدی لا سکتا ہو وہاں جا کر پانی لا سکتا ہے اور اگر گھر جانا پڑے تو گھر بھی جانا جائز ہے

خواہ وہیں وضو کر کے آجائے یا مسجد میں آکر نالی پر وضو کر لے درمیان میں کہیں بلا ضرورت یہ ٹھہرے۔

(جامع الرموز)

اعتکافِ مسنون کی قضاء کرنے کا طریقہ

سوال:۔ رمضان المبارک کے اخیر عشرے میں مسنون اعتکاف کی حالت میں جمعہ کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنے کی غرض سے مسجد سے نکلنا مفسدِ اعتکاف ہے؟ یا متمم یا جائز غیر مفسد اور مسجد سے نکلنے سے مراد احاطۂ مسجد ہے یا وہ حصہ جو نماز کے لئے مسجد کے حکم میں ہے؟

جواب:۔ جس روز اعتکاف شروع ہو گیا اس کے لئے مفسد ہے اور بقیہ دنوں کے لئے منبسی اور متمم، البتہ منذور کے لئے مجموعہ کا بھی مفسد ہے اور مسجد وہ جگہ ہے جہاں نماز پڑھی جاتی ہے نہ کل احاطہ مسجد۔

(امداد الفتاوی)

سوال:۔ اگر ناواقفیت کی وجہ سے باہر نکل کے نہایا ہو تو اس کا اعتکاف ہوا یا نہیں؟

جواب:۔ جتنے دن ایسا کیا اتنے دن کے اعتکاف کی قضا کرے۔

(امداد الفتاوی)

سوال:۔ اگر اکیسویں دن اعتکاف کیا بعد میں کسی وجہ سے اعتکاف فاسد ہو گیا تو روز دویم و سویم پھر لینے سے اعتکاف میں شامل ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اعتکافِ مسنون میں جس روز کا اعتکاف فاسد ہوا ہو اسی روز کی قضا واجب ہوتی ہے پھر اگر رمضان کے کچھ دن باقی ہوں اور وہ ان میں

اس کی قضا کی نیت کر کے اعتکاف کرے تو بھی درست ہے۔ یا عید الفطر کے بعد شش عید کے نفل روزوں کے ساتھ ایک روز کا اعتکاف کر لے ورنہ جب موقع ہو ایک نفلی روزہ رکھ کر اس ایک دن کے اعتکاف کی قضا کرے۔

(رد المختار)

مسئلہ: فقہائے کرام کی مختلف عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص عشرۂ اخیرہ کے مسنون اعتکاف کی نیت سے اعتکاف میں بیٹھ جاتا ہے۔ پھر وہ دو تین دن گزرنے کے بعد کسی بہت شدید مجبوری کی بنا پر وہ یہ نیت کرتا ہے کہ آج کے دن کا اعتکاف پورا کر کے مغرب کے بعد گھر چلا جاؤں گا۔ یعنی اگلے دن کے اعتکاف کا انکار کر دیتا ہے کہ اگلے دن مجھ کو اعتکاف نہیں کرنا ہے تو اس کا مسنون اعتکاف ختم ہو کر نفلی اعتکاف ہو جائے گا۔ اور چلے جانے سے اس پر کوئی قضا لازم نہیں آئے گی۔ کیوں کہ اس نے شروع کر کے اعتکاف نہیں توڑا بلکہ ختم کر لیا۔

اگر ختم کرنے کی نیت نہیں کی، بلکہ غروب آفتاب کے بعد اگلے روز کا اعتکاف شروع ہو جانے کے بعد اسی رات یا دن کے درمیان میں چلا جائے گا تو اس دن کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور اس ایک دن کی قضا کرنی لازم ہو گی۔

(رد المختار)

معتکف کے لئے مختصر دستور العمل

معتکف کو مندرجہ ذیل دستور العمل کی پابندی کرنی چاہیئے، کیونکہ وہ دربارِ خداوندی میں اسی مقصد کے لئے حاضر ہوا ہے اس کا ایک ایک لمحہ نہایت قیمتی ہے۔

(۱) مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نفل اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت نفل اوابین ادا کریں۔ پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قُل پڑھ کر بدن پر دم کریں، اس کے بعد مختصر سا کھانا اور مختصر آرام کریں اور پھر نمازِ عشاء کی تیاری اور صفِ اوّل اور تکبیرِ اولیٰ کا اہتمام کریں۔

(۲) عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں، یا کسی مستند و معتبر عالمِ دین کے درس میں شرکت کریں (اگر ایسا درس ہوتا ہو) نیز شبِ قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں۔ اور جب سونے کو طبیعت چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رو کر (اگر ممکن ہو) سو جائیں۔

(۳) موسم گرما میں صبح تین بجے نیند سے بیدار ہو جائیں۔ طبعی ضروریات سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کریں، اور تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، اور تہجد کی نفلیں ادا کریں، نیز نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں۔ پھر خاموشی سے خوب رو رو کر اپنے جملہ مقاصدِ حسنہ اور فلاحِ دارین کی دُعا مانگیں۔

(۴) صبح صادق سے کوئی پون گھنٹہ پہلے سحری کھائیں اور سحری سے فارغ ہو کر نماز فجر کی تیاری کریں، صفِ اول اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں جب تک نماز کے انتظار میں رہیں اور استغفار کرتے رہیں۔

(۵) نمازِ فجر سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں ا ر ُ ن اللہ، الحمدُ للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ اور درود شریف کی اَ ج پڑھیں۔

(۶) اِشراق کے وقت کم اَز د ا ز زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نفل ادا کریں۔

اور پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہوکر کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نفل چاشت کی ادا کریں اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کریں،

(۷) جب زوال ہو جائے تو چار رکعت نفل سننِ زوال ادا کریں اور نمازِ ظہر کے انتظار میں صفِ اوّل میں بیٹھیں اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ اور ظہر سے فارغ ہو کر صلوٰۃ التسبیح پڑھیں اور تلاوت کریں پھر اگر تھکن محسوس ہو تو کچھ آرام کرلیں۔

(۸) نمازِ عصر سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں وضو کر کے تحیۃ الوضو اور دیگر نوافل پڑھکر نمازِ عصر کا انتظار کریں اور اس سے فارغ ہو کر مختصر تلاوت کریں پھر تسبیحات ادا کریں جن کا "نمبر ۵" میں ذکر گزرا ہے پھر ہمہ تن دعا میں مشغول رہیں یہ وقت نہایت گراں قدر ہے اس کو افطار کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

(۹) جو باتیں حالتِ اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں جن کی تفصیل اعتکاف کے مکروہات میں گزرچکی ہے اس کا دوبارہ غور سے مطالعہ کریں۔

(۱۰) معتکف پر لازم ہے کہ صفِ اوّل میں خود آکر بیٹھے، خود اگر کہیں اور ہو اور تولیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ روکے رکھے ایسا نہ کرے۔ اور اپنے ہر قول و فعل، نشست و برخاست اور طرزِ عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہونچنے سے بچانے کا اہتمام کرے اور اپنی صفائی کا بھی خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

اپنی اور دیگر احباب اور متعلقین کی عفو و مغفرت کی سرتوڑ کوشش کرے۔ رحمت کا امید وار رہے، اور مایوسی کو

ہرگز راہ نہ دے۔

مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

ماخوذ از البلاغ کراچی۔ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

اضافہ از:۔ محمد رفعت قاسمی
مدرس دارالعلوم دیوبند
۲۵ر رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

بعض خاص اعمال

اعتکاف کے دوران چوں کہ انسان دوسرے تمام کاموں سے مونہہ موڑ کر مسجد میں جا پڑتا ہے، اس لیے اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے، اور اس کو فضول باتوں یا آرام طلبی کی نذر کرنے کے بجائے زیادہ سے زیادہ، تلاوت، عبادت ذکر اللہ اور تسبیحات اور اوراد میں صرف کرنا چاہیئے۔

اعتکاف کے لیے کوئی خاص نفلی عبادتیں متعین نہیں ہیں، بلکہ جس وقت جس عبادت کی توفیق ہو جائے، اُسے غنیمت سمجھنا چاہیے، البتہ بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کی عام حالات میں توفیق نہیں ہوتی، اعتکاف ان عبادتوں کی انجام دہی کا بہترین موقع ہے، اس لیے چند ایسے اعمال کا ذکر یہاں کیا جارہا ہے، تاکہ معتکف حضرات کے لیے باعثِ سہولت ہو۔ (احکام اعتکاف از مولانا محمد تقی عثمانی)۔

صلوٰۃ التسبیح

"صلوٰۃ التسبیح"، نماز کا ایک خاص طریقہ ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بڑے اہتمام کے ساتھ سکھایا تھا، اور فرمایا تھا کہ اس طرح کی نماز دن میں ایک بار پڑھ لیا کریں، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو مہینے میں ایک مرتبہ، اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ۔

نیز اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ "اگر تمہارے گناہ عالج کے ریت کے برابر ہوں تب بھی (اس نماز کی بدولت)، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرما دیں گے"۔ (جامع ترمذی)۔ عالج ایک جگہ کا نام ہے جو سخت ریتیلے

علاقے میں واقع تھی جہاں ریت بہت ہوتی تھی۔ (قاموس)۔

لہٰذا مطلب یہ ہے کہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اس نماز کی بدولت ان کی مغفرت کی اُمید ہے۔ چنانچہ بزرگانِ دین نے اس نماز کا خاص اہتمام فرمایا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ روزانہ ظہر کے وقت اذان واقامت کے دوران یہ نماز پڑھتے تھے، اور حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "جو شخص جنت میں جانا چاہے وہ صلوٰۃ التسبیح کا اہتمام کرے۔" اور حضرت ابوعثمان حیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "مصیبتوں اور غموں سے نجات کے لیے میں نے کوئی عمل صلوٰۃ التسبیح سے بڑھ کر نہیں دیکھا" (معارف السنن ص۲۸۲ جلد۴)۔

لہٰذا اعتکاف کے دوران یہ نماز یا تو روزانہ یا جتنی مرتبہ توفیق ہو ضرور پڑھنی چاہیے

نماز کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نفل صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے پڑھی جائیں، باقی تمام ارکان تو عام نمازوں کی طرح ہوں گے، البتہ اس نماز کے دوران ہر رکعت میں پچھتّر مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق پڑھا جائے گا۔ اور اگر اس کے ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ[1] بھی ملالیں تو اور اچھا ہے۔ طریقہ یہ ہوگا:۔

(۱) نیت باندھ کر حسبِ معمول ثنا، سورۂ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھیں، جب قراءت سے فارغ ہوجائیں تو رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے کھڑے مذکورۂ بالا تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھیں، پھر رکوع میں جائیں۔

(۲) رکوع میں جانے کے بعد پہلے حسبِ معمول تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورۂ بالا تسبیح پڑھیں، اس کے بعد رکوع سے اٹھیں۔

(۳) رکوع سے اٹھ کر پہلے حسبِ معمول سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہیں، پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں پھر سجدے میں

---

[1] یہ اضافہ مستدرک، حاکم ص۳۱۹ جلد اول کی روایت میں ثابت ہے۔

جائیں۔

(۴) سجدے میں جاکر پہلے حسب معمول سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھیں۔

(۵) سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں، اور بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، پھر دوسرے سجدے میں جائیں۔

(۶) سجدے میں جاکر حسب معمول سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں۔ اس کے بعد سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے بجائے دوبارہ بیٹھ جائیں، اور دس مرتبہ مزید مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔

اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ یہ تسبیحات پڑھی گئیں۔ اسی طرح باقی تین رکعتیں پڑھ لیں، یوں کُل تین سو تسبیحات چار رکعتوں میں ہوں گی، دوسری اور چوتھی رکعت میں یہ تسبیحات، التحیات پڑھنے کے بعد پڑھی جائیں گی۔

دوسرا طریقہ یہ بھی جائز اور حضرت عبداللہ بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ شروع میں قرارت کے بعد یہ تسبیحات پچیس مرتبہ پڑھ لیں، پھر دوسرے سجدے تک دس دس مرتبہ پڑھتے رہیں، اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر نہ پڑھیں، بلکہ سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

علامہ شامی رحؒ نے لکھا ہے کہ ان دونوں طریقوں سے صلوٰۃ التسبیح پڑھنی چاہیئے کبھی پہلے طریقے سے، کبھی دوسرے طریقے سے۔

تسبیحات کی تعداد خود بخود یاد رہتی ہو تو انگلیوں پر نہ گننا چاہیئے، لیکن اگر کسی کو بھول ہو جاتی ہو تو انگلیوں پر گننا جائز ہے، اگر کسی ایک رکن میں تسبیحات پڑھنا بھول گئے تو اگلے رکن میں قضا کر لیں۔ اس طرح کہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات پوری ہو جائیں البتہ بہتر یہ ہے کہ رکوع کی بھولی ہوئی تسبیحات قومے میں قضا نہ کریں، بلکہ سجدے میں جاکر قضا کریں اور پہلے سجدے کی بھولی ہوئی تسبیحات سجدوں کے درمیانی جلسے میں قضا نہ کریں

بلکہ دوسرے سجدے میں جاکر قضا کریں۔ (شامی صا۱۶۴ جلد اول)۔

صلوٰۃ الحاجۃ

جب کسی انسان کو دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت درپیش ہو تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "نمازِ حاجت" پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ نمازِ حاجت پڑھنے کے مختلف طریقے مشائخ رح سے منقول ہیں۔ لیکن اس کا جو مسنون طریقہ روایاتِ حدیث میں بیان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ دو رکعتیں نفل "صلوٰۃ الحاجۃ" کی نیت سے پڑھیں، نماز کا طریقہ عام نفلی نمازوں کی طرح ہوگا، کوئی فرق نہیں، البتہ نماز سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے، درود شریف پڑھے، پھر یہ دعا پڑھے:۔ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ (جامع ترمذی)۔ اس کے بعد جو حاجت درپیش ہو، اپنی زبان میں اس کی دعا مانگے۔

(صلوٰۃ الحاجۃ کی محدثانہ تحقیق کے لیے ملاحظہ ہو معارف السنن صہ۲۷۵ جلد۴)

یوں تو یہ "صلوٰۃ الحاجۃ" ہر دنیوی و اخروی ضرورت کے لیے پڑھی جاسکتی ہے، لیکن اگر اسے پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی جائے کہ "یا اللہ! مجھے اور میرے گھر والوں کو دین پر عمل کرنے اور اتباعِ سنّت کی توفیق عطا فرما، ہمارے گناہوں کی مغفرت فرما اور جنّت نصیب فرما۔ آمین"۔ تو انشاء اللہ بڑا نفع ہوگا۔

بعض مستحب نمازیں

بعض مستحب نمازیں بڑی فضیلت اور ثواب کی حامل ہیں، یوں تو مسلمان کو

چاہیئے کہ ہمیشہ ان کا اہتمام کرے، لیکن خاص طور سے اعتکاف کے دوران ان کی پابندی آسان ہے اور اگر اعتکاف میں ان کی پابندی کر کے اللہ تعالیٰ سے دعار کی جائے کہ باقی دنوں میں بھی ان کی توفیق ہوجایا کرے تو کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اعتکاف کی برکت سے ان تمام مستحبات کا عادی بنا دے۔

تحیۃ الوضوء

ہر وضوء کے بعد دو رکعتیں تحیۃ الوضوء کے طور پر پڑھنا مستحب ہے۔ صحیح مسلمؒ میں حدیث ہے کہ:-

مَا مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ یقبل بِقَلْبِہٖ وَوَجْہِہٖ عَلَیْہِمَا اِلَّا وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ۔

(ماخوذ از شامی)۔

"جو شخص بھی وضو کرے، اور اچھی طرح وضو کرے، اور دو رکعتیں اس طرح پڑھے کہ اپنے ظاہر و باطن سے نماز ہی کی طرف متوجہ رہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے"

اعتکاف کے دوران چونکہ انسان مسجد ہی میں ہوتا ہے، اس لیے تحیۃ المسجد کا تو موقع نہیں ہوتا، لیکن جب بھی وضو کریں، تحیۃ الوضوء پڑھنے کا اہتمام کرلیں تو انشاء اللہ بہت فضیلت کا موجب ہوگا۔ تحیۃ الوضوء کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔ عام نمازوں کی طرح یہ بھی پڑھی جائے گی۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ نماز اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ (در مختار مع شامی ص۴۵۸ جلد اول)۔

اگر کسی وجہ سے تحیۃ الوضوء کا وقت نہ ملے تو سنّتِ مؤکدہ یا فرض نماز شروع کرتے وقت اسی نماز میں تحیۃ الوضوء کی نیت بھی کرلی جائے تو ان شاء اللہ اس فضیلت سے محرومی نہ ہوگی۔ (شامی)۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ "اے بلال مجھے یہ بتاؤ کہ اسلام لانے کے بعد تمہارا وہ عمل کونسا ہے جس کے بارے میں تمہیں سب سے زیادہ اُمید ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت تم پر رحمت فرما دیں گے) اس لیے کہ میں نے جنّت میں اپنے سامنے تمہارے جوتوں کی چاپ سنی ہے۔ حضرت بلال رضؓ نے فرمایا کہ:- "میں نے کوئی عمل ایسا نہیں کیا جس کے بارے میں مجھے زیادہ امید ہو (بہ نسبت اس کے کہ) میں نے دن اور رات کے جس وقت میں بھی کبھی وضو کیا تو اس وضو سے جتنی بھی توفیق ہوئی، نماز ضرور پڑھی۔ (مشکوٰۃ ص۱۱۶)

نمازِ اشراق

نمازِ اشراق وہ نماز ہے جو طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھی جاتی ہے، اشراق کی دو رکعتیں ہوتی ہیں، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے اس میں افضل یہ ہے کہ انسان نمازِ فجر کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا تسبیحات یا تلاوت میں مشغول رہے، اور جب آفتاب نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو دو رکعتیں پڑھ لے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعتیں (اشراق کی) پڑھیں تو اس کو ایک حج اور ایک عمرے کی مانند اجر ملے گا، پورے حج اور عمرے کا۔ (ترمذی، ترغیب ص۱۶۴ ج۱)۔

اور حضرت سہل بن معاذ رضؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- "جو شخص نمازِ صبح سے فارغ ہو کر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور اشراق کی دو رکعتیں پڑھنے تک خیر کے سوا کچھ زبان سے نہ نکالے تو اس کے گناہ، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(مسند احمد، ابوداؤد وغیرہ۔ ترغیب صفحہ ۱۶۵ جلد اول)۔

صلوٰۃ الضحیٰ

صلوٰۃ الضحیٰ کو اردو میں نمازِ چاشت بھی کہتے ہیں۔ اس نماز کی بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اس کا مستحب وقت ایک چوتھائی دن گذرنے کے بعد شروع ہوتا ہے، یعنی صبح صادق اور غروب آفتاب کے درمیان جتنے گھنٹے ہوتے ہیں، ان کو چار حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصہ گذارنے کے بعد زوالِ آفتاب سے پہلے پہلے کسی وقت بھی یہ نماز پڑھ لیں، مستحب وقت تو یہی ہے، لیکن اگر اس سے پہلے مگر طلوعِ آفتاب کے بعد کسی وقت بھی پڑھ لیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (شامی، کبیری ص۳۷۳)۔

صلوٰۃ الضحیٰ میں چار سے لے کر بارہ تک جتنی رکعتیں پڑھ سکتے ہوں، پڑھ لیں، بلکہ اس سے زائد بھی پڑھ سکتے ہیں، اور اگر دو رکعتیں بھی پڑھ لیں تو ادنیٰ فضیلت انشاء اللہ حاصل ہوجائے گی۔ (شامی ص۴۵۹ ج۱)۔

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، چناں چہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

مَنْ صَلَّی الضُّحٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ وَمَنْ صَلّٰی اَرْبَعًا کُتِبَ مِنَ الْعَابِدِیْنَ، وَمَنْ صَلّٰی سِتًّا کُفِیَ ذٰلِکَ الْیَوْمَ، وَمَنْ صَلّٰی ثَمَانِیًا کَتَبَہُ اللّٰہُ مِنَ الْقَانِتِیْنَ، وَمَنْ صَلّٰی ثِنْتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ۔ (الترغیب والترھیب ص۲۳۶ جلد ۱ بحوالہ طبرانی و رُواتہٗ ثقات)۔

"جو شخص چاشت کی دو رکعتیں پڑھے وہ غافلوں میں نہیں شمار ہوگا، اور جو چار پڑھے وہ عبادت گذاروں میں لکھا جائے گا، اور جو چھ پڑھے، اس کے لیے (یہ چھ رکعات) دن بھر (نزولِ رحمت) کے لیے کافی ہوجائیں گی، اور جو آٹھ پڑھے، اُسے اللہ تعالیٰ خاشعین میں لکھ لے گا، اور جو بارہ رکعات پڑھے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنا دیگا۔"

ابن ماجہ رحؒ اور ترمذی رحؒ کی ایک حدیث میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد

بھی منقول ہے کہ صلوٰۃ الضحیٰ کی پابندی کرنے والے کے گناہ اگر سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں، تب بھی اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ (ترغیب ص۲۳۵ جلد۱)۔

صلوٰۃ الاوّابین

عام طور پر صلوٰۃ الاوابین اُن نفلوں کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں، یہ کم از کم چھ رکعات اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعات ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ چھ رکعتیں مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے علاوہ پڑھی جائیں، تاہم اگر وقت کم ہو تو سنت مؤکدہ سمیت چھ پوری کرلی جائیں تب بھی انشاء اللہ اس نماز کی فضیلت حاصل ہوجائیگی۔

حدیث میں اس نماز کی بڑی فضیلت آئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ان کے درمیان کوئی بُری بات زبان سے نہ نکالے تو یہ چھ رکعات اس کے لیے بارہ سال عبادت کے برابر شمار ہونگی"

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:۔

"جس شخص نے مغرب کے بعد بیس رکعات پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا"

علمائے اُمت اور بزرگانِ دین نے اس نماز کا بڑا اہتمام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

اعتکاف کے دوران خاص طور پر تہجّد کا اہتمام کرنا چاہیئے، یہ وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں کے نزول کا ہوتا ہے، اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ واضح رہے کہ تہجد کی نماز صبح صادق سے پہلے پہلے ختم کرلینی چاہیئے، کیونکہ صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفل پڑھنا جائز نہیں، البتہ اگر صبح صادق سے پہلے نماز کی نیت بندھی ہوئی ہو اور نماز کے درمیان صبح صادق ہوجائے تو دو رکعتیں پوری کرنی چاہئیں (شامی ج۲ ص۲۶)

طالب دعا، محمد رفعت قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند مورخہ ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رائے گرامی

(حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ پالن پوری اُستاذ دارالعلوم دیوبند)

رسالہ مکمل ومدلل مسائل "اعتکاف" مولفہ جناب مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی زید مجدہم احقر کے سامنے ہے، رسالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ رمضان المبارک اور بالخصوص اس کے آخری عشرے کے مخصوص اعمال میں سے ایک عمل اعتکاف بھی ہے۔ اعتکاف کی حقیقت یہ ہے کہ ہر طرف سے یکسو ہوکر، بس اللہ پاک جلّ شانہٗ سے لو لگاکر، ان کے در پر یعنی مسجد کے کسی گوشے میں پڑ جائے اور ہر وقت عبادت اور ذکر و فکر میں مشغول رہے۔

ظاہر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی بندے کی سعادت اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ سب سے کٹ کر اور سب سے ہٹ کر اپنے مالک و مولا کے آستانے پر اور گویا ان کے قدموں میں جا پڑتا ہے، ہر وقت ان کو یاد کرتا ہے، ان کے حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہے، اپنے گناہوں اور قصوروں پر روتا ہے اور رحیم و کریم مالک سے رحمت و مغفرت مانگتا ہے۔ ان کی رضا اور ان کا قرب چاہتا ہے۔ اسی حال میں اس کے دن گذرتے ہیں اور اسی حال میں اس کی راتیں بسر ہوتی ہیں[1]۔ اعتکاف کے اس کے علاوہ بھی متعدد فائدے ہیں مثلاً (۱) لوگوں سے میل جول اور کاروباری مشاغل میں انسان سے چھوٹے موٹے بہت سے گناہ ہوجاتے ہیں معتکف ان سے محفوظ رہتا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ هُوَ يَعْكِفُ الذُّنُوبَ۔ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

(۲) اعتکاف کرنے والا اپنا گھر در چھوڑ کر خدائے پاک جلّ شانہٗ کے در پر

---

[1] ماخوذ از معارف الحدیث ص۱۱۸ ج ۴

آپڑتا ہے، گویا اس عالمِ ناسوت میں اللہ پاک سے جس قدر قریب ہونا ممکن ہوتا ہے اتنا قریب ہوجاتا ہے۔ اور حدیث قدسی میں اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ :-

"جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے۔ میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے، میں اس کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں"

اب آپ اندازہ لگائیں کہ معتکف سے اللہ پاک کس قدر قریب ہوں گے اور کس قدر اس پر مہربان ہوں گے۔!

(۳) اعتکاف کی حالت میں ہر آن عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے خواہ معتکف خاموش بیٹھا رہے سوتا رہے یا کسی اور کام میں مشغول رہے۔

(۴) جب اعتکاف کرنے والے کا ہر سانس عبادت ہے تو شب قدر حاصل کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ جب بھی شب قدر آئیگی وہ بہرحال عبادت میں ہوگا۔

لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ کسی بھی عبادت کا ثواب اسی وقت ملتا ہے۔ جب وہ عند اللہ مقبول ہوجائے اور قبولیتِ عند اللہ کیلئے اسباب ظاہر میں اس عبادت کا شریعت مطہرہ کی تعلیمات کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

محترم مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی نے یہ رسالہ اسی غرض سے لکھا ہے کہ معتکفین اپنے اعتکاف کو احکامِ شریعت کے مطابق بنانے کے لئے اس سے رہ نمائی حاصل کریں۔

دُعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک مؤلف دامِ مجدہٗ کی یہ نیک خواہش باحسن وجوہ پوری فرمائے، اور اُمت کو اس رسالے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرمائیں۔

(آمین یا ربُّ العالمین)

سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری
خادم دار العلوم دیوبند ۵ ذی الحجہ ۱۴۰۶ھ

Registration No. L-25036/ Dated:20.9.2004

ہماری اہم کتابیں
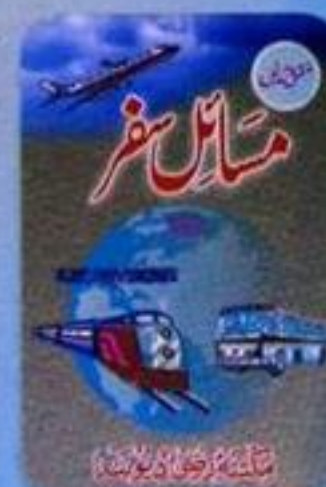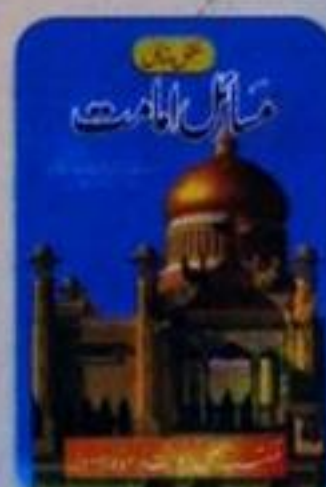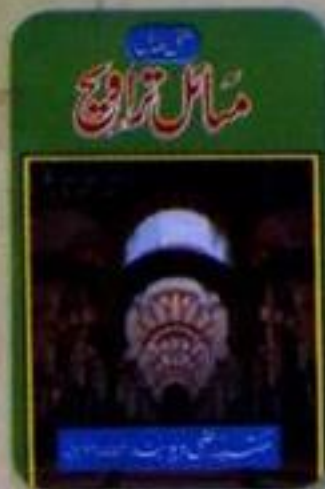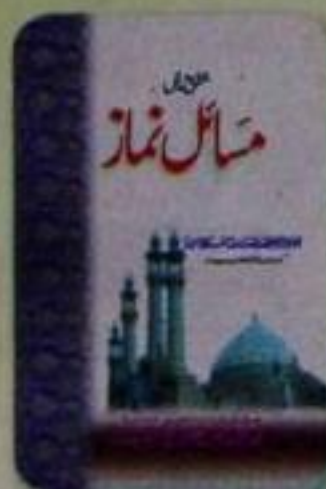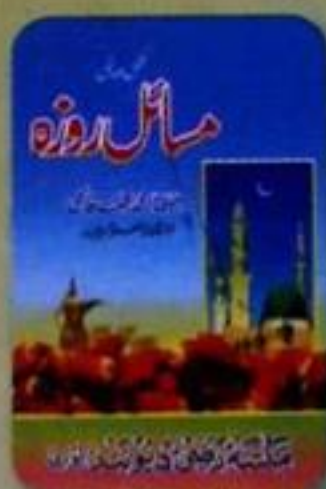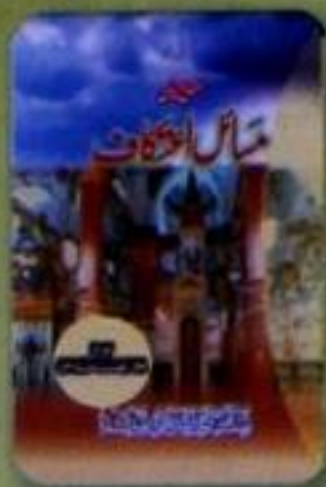
مکتبہ رضی دیوبند

فون: 01336-223505

PRINT ART Delhi Ph. & Fax : 23634222